رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۶۴

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان

مرتبہ

قاضی محمد ظہور الدین اکمل

جلد ۱۶ | بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء رجب المرجب سنہ ۱۳۳۹ھ | نمبر ۴

فہرست مضامین

یورپ کی اپنے مذہب سے بیزاری	۱-۲	ایڈیٹر
ملفوظات رضائی میں سے کچھ	۳-۴	
حضرت عیسیٰ سے چار وعدے کیونکر پورے ہوئے	۵-۹	
حقیقت وحی	۱۰-۲۰	منشی فضل حسین صاحب احمدی
احسانات مسیح موعود	۲۱-۳۸	تقریر حکیم خلیل احمد صاحب مرتبہ منشی غلام نبی صاحب
تحفۂ کبیر ع۳	۳۹-۴۰	مرزا کبیر الدین صاحب احمدی گارڈ لکھنؤ

باہتمام شیخ عبدالرحمن قادیانی پرنٹر ضیاء الاسلام قادیان دارالامان میں چھپا اور چودھری عبدالسلام پبلشر نے شائع کیا۔

ریویوز

رفیق حیات نئے لباس میں

رفیق حیات قادیان کا علمی ادبی طبی رسالہ قابل دید ہے اسکے ایڈیٹر صاحب تو حضرت علمی مولوی فاضل ہی ہیں مگر اس کا اہتمام اب مولوی فخر الدین صاحب ملتانی مالک احمدیہ کتاب گھر نے اپنے ذمے لیا ہے۔ برادر موصوف نے اعلیٰ درجہ کا ڈمی کا غذ لگایا ہے اور ٹائیٹل بہت قیمتی چکنے کاغذ پر رنگدار چھپوایا ہے۔ جس سے یہ رسالہ ظاہری صورت میں بھی دیدہ زیب ہو گیا ہے۔ مگر میں برادر موصوف سے یہ کہدینا چاہتا ہوں کہ ذرا سمجھ کر اس وادیٔ پُرخار میں قدم رکھیں۔ کیونکہ میں بھی چودہ پندرہ سال سے اخبار نویسی کا کام کرتا ہوں پہلے پہلے میں کسی اخبار یا رسالے کے خریداروں کے کم ہونیکی یہ وجہ سنا کرتا تھا کہ باقاعدہ نہیں شائع ہوتا۔ اسپر میں نے گذشتہ دس سال نہایت ہی اہتمام سے تشحیذ کو اسکی مقررہ تاریخ پر شائع کیا ہے۔ اور مضامین بھی ایسے ٹھوس اور علمی۔ کہ جب کوئی مناظرہ پیش آتا ہے یا مبلغ جاتا ہے تو ایک پرچہ تشحیذ کا ضرور ساتھ ہوتا ہے کیونکہ گذشتہ سالوں میں میں نے یہ کوشش کی ہے کہ اسمیں غیر احمدیوں۔ غیر مبایعین۔ شیعہ۔ آریہ۔ عیسائیوں کے متعلق ہر قسم کے مضامین مکمل حوالوں کے ساتھ موجود ہوں۔ باایںہمہ تشحیذ کی خریداری کا یہ عالم ہے۔ کہ انکی تعداد بتاتے بھی شرم آتی ہے خرچ میں نے یہاں تک کم کر دیا کہ مہر تک نہیں سب کام خود ہی کر لیتا ہوں چنانچہ سب حساب کتاب باقاعدہ ہے اور مختلف اٹھارہ ۱۸ بیس ۲۰ رجسٹر ہیں۔ جو باضابطہ پُر ہوتے ہیں۔ پھر بھی آمد کم ہے اور ہر سال نقصان ہوتا ہے سمجھ نہیں آتا کہ تشحیذ کی خریداری کیوں کم ہے جبکہ وہ باقاعدہ شائع ہوتا ہے مضامین بھی مفید اور کارآمد لکھے جاتے ہیں۔ کاغذ کی نسبت کسی سے کہا تھا وہ بھی اچھا لگا دیا۔ پھر بھی خریدار اتنے ہی ہیں جتنے پہلے تھے بلکہ کم۔ پس رفیق حیات کے منتظم صاحب بھی سمجھ سوچ کر اپنا خرچ بڑھائیں۔ اور جماعت کی قدردانی کے بارے میں میرے تجربہ سے

ترا سی روپے آٹھ آنے

تشحیذ کے ذمے ۱۸۳ کی رقم مولانا میر محمد سعید صاحب حیدرآباد۔ دکن کی واجب الادا تھی۔ جو قرض لیکر بمشکل ادا کرنی پڑی۔ فنڈ کمزور حالت میں ہے اسلئے خریداران تشحیذ سے التجا ہے کہ وہ حسب توفیق امداد فرما کر رقم پوری کر دیں کم سے کم رقم بھی شکریہ کے ساتھ قبول ہو گی۔ (مینجر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

تشحیذ الاذہان قادیان

بابت ماہ اپریل سنہ ۱۹۲۱ء نمبر ۶

یورپ کی اپنے مذہب سے بیزاری

۱۔ مسٹر فلپ ٹامس رسالہ پازٹوسٹ ریویو اکتوبر ۱۹۱۹ء میں لکھتے ہیں:۔

"روشن دماغ انسان پرانے دقیانوسی مذہب سے بہت آگے بڑھ گئے ہیں۔

.... مشاہدہ اور سوچ بچار کی طاقتوں کا ٹھیک استعمال کرکے اب ہمارے لئے ان مسائل پر یقین کرنا ممکن نہیں رہا۔"

۲۔ پروفیسر جے آرتھر ٹامسن صاحب ایم اے کتاب انٹروڈکشن آف سائنس میں لکھتے ہیں:۔

"انسانوں کو جس چیز کی بڑی ضرورت ہے، وہ یہ ہے کہ ان کے عقیدوں کو توڑ پھوڑ کر ان کی بخوبی چھان بین کی جائے۔ اور سائنس کی شمال مغربی ہوا ان میں داخل ہو کر ان کی مریضانہ اور وحشی پن کی حالت کو دور کردے۔"

مندرجہ بالا حوالوں سے ظاہر ہے کہ یورپ کے فلاسفر یورپ کے مصنفین اب اس پبلک خیال کے ترجمان ہیں کہ ان کا موجودہ مذہب ان کے ساتھ نہیں چل سکتا اور وہ

اپنے موجودہ عقائد پر مطمئن نہیں۔ یہ ایک نہایت مبارک تیاری ہے۔ اور موقعہ ہے کہ ہم اسلامی عقائد سے انھیں خبردار کریں اور بتائیں کہ یہی وہ مذہب ہے، جسمیں آئندہ ترقی یافتہ قومیں حقیقی اطمینان پاسکتی ہیں۔ چنانچہ

۱۔ ڈاکٹر پال ڈیسکورس صاحب سالپازٹوسٹ ریویو جون ۱۹۲۰ء میں رقمطراز ہیں:۔

"دنیا کی موجودہ حالت کو بہتر کرنے کا اس سے بڑھکر کوئی طریقہ نہیں کہ ایسا مذہب ظاہر یا نشوونما ہو کہ جو سائنس پر مبنی ہو۔ اور جس کا مقصد اس دنیا میں انسان کو اخلاقی اور مادی بہتری کرنا ہو"

۲۔ مسٹر ڈبلیو جیکل ایم اے کتاب دی بائبل انٹرسٹ ورتھی میں لکھتے ہیں:۔

"تمام عقیل و فہیم غور کرنے والے لوگوں کے سامنے یہ امر قطعی صاف ہے۔ کہ ہمیں ایک نئے مذہب کی ضرورت ہے"

اور تعجب ہے کہ یہی صاحب کتاب کے صفحہ ۲۶۶ پر رقمطراز ہیں کہ:۔

"ہماری اُمید ہندوستان ہی سے پوری ہوگی"

۳۔ مسٹر جے اینچ مور صاحب کتاب علم الاخلاق اور تعلیم میں لکھتے ہیں:۔

"ہمیں ایک نئے نجات دہندہ کی ضرورت ہے۔ ایک ایسے نجات دہندہ کی جو کہ ہمیں ان بیڑیوں سے آزاد کرے۔ کہ جنمیں ہم بچپن سے ہی جکڑے جاتے ہیں"۔

یہ اقتباسات بتا رہے ہیں کہ یورپ میں مذہب سابق سے بیزاری ہے۔ اور نئے مذہب کے قبول کرنے کے لئے تیاری ہے۔ اور ان کی آنکھیں ایشیاء اور پھر ہندوستان کی طرف لگی ہوتی ہیں۔ سو احمدی جماعت کے معزز ممبرو! تم دیکھ سکتے ہو کہ تمہارے لئے کام کا کتنا وسیع میدان ہے۔ مشہور شاعر ڈاکٹر رونیدر ناتھ صاحب لکھتے ہیں:۔

"کون جانتا ہے کہ ایشیا کی انتہائی مشرقی اُفق پر ایسے سورج کا ظہور ہو چکا۔

..... جو ضرور تمام دنیا کو اپنی روشنی سے منور کردیگا"

پس جاننے والے جو ہم ہی ہیں، ان نہ جاننے والوں کو خبر دیں کہ اس نجات دہندہ کا ظہور ہو چکا۔ اور اُمیدوں کے مطابق ہندوستان ہی میں ہوا۔

ملفوظاتِ رضائی میں سے کچھ

رسالہ الرضا میں جناب احمد رضا خان صاحب بریلوی کے ملفوظات چھپتے ہیں جنمیں سے بعض ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ ان سے ہمارے احمدی بھائی بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یعنی لوگوں کو آج کل کے مفتیوں کا مسلک دکھا سکتے ہیں اور پھر اپنی حقیقت و صداقت بتا سکتے ہیں :۔

مفہوم بیعت سے مذاق

عرض۔ بچوں کی بیعت کس عمر میں ہو سکتی ہے۔
ارشاد۔ اگر ایک دن کا بچہ ہو۔ ولی کی اجازت سے بیعت ہو سکتی ہے۔

مسیح موعود کو بیماری کا طعنہ

میں نے بعض مخالفین کا یہ اعتراض سنا ہے کہ مرزائیوں کا اچھا مسیح آیا۔ جو خود ہی بیمار رہتا تھا۔ خصوصاً سر کی بیماری تھی۔ اسی لئے الٹے الٹے خیالات سوجھتے تھے۔ اب ملاحظہ ہو۔ ملفوظات رضائی صفحہ ۹۴ از رسالہ رضا نمبر ۲

"درد سر و بخار وہ مبارک امراض ہیں جو انبیاء علیہم السلام کو ہوتے تھے۔ ایک ولی کے درد سر ہوا۔ آپ نے اس شکریہ میں تمام رات نوافل میں گذاری کہ رب العزت نے مجھے وہ مرض دیا۔ جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ہوتا تھا۔"

آدمؑ سے پہلے بھی مخلوق تھی۔

مصر کے میناروں کی نسبت فتویٰ رضائی ہے کہ ان کی تعمیر حضرت آدم سے ۱۴ ہزار برس پہلے ہوئی۔ اور بروایت دیگر "آدم کی تخلیق سے پونے چھ ہزار برس پہلے کے بنے ہوئے ہیں۔ لاجرم یہ قوم جن کی تعمیر ہے۔ پیدائش آدم سے پہلے ۶۰ ہزار برس زمین پر رہ چکی تھی۔" (صفحہ ۷۰ ملفوظات رضائی)

نماز جنازہ کفر

عرض۔ ایک صاحب نے ایک وہابی کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔
ارشاد۔ وہابی رافضی۔ قادیانی وغیرہم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز انہیں ایسا جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔

استفتاء تو وہابی (اہل حدیث) کی نسبت تھا۔ جناب مفتی نے اسی کے ساتھ "قادیانی" بھی لے لیا۔ ہمارے پیغامی دوستوں کو چاہیئے کہ وہ جن کی نماز جنازہ پڑھنے کے شوق میں ہیں کافر ٹھہرا رہے ہیں۔ وہ خود آپ لوگوں کو کیا سمجھتے ہیں اور کس سلوک کے قابل۔

ہار جانے پر دوسرے کا مذہب اختیار کر لینے کی شرط حرام ہے

احمدیوں غیر احمدیوں میں مباحثہ ہوتا ہے۔ تو بعض اوقات اس شرط پر زور دیا جاتا ہے۔ کہ جو ہزیمت یاب قرار دیا گیا وہ دوسرے کا مذہب اختیار کر لے گا۔ ارشاد رضائی سُنئے۔

"مباحثہ میں لوگ یہ شرط کر لیتے ہیں کہ جو ساکت ہو جائیگا وہ دوسرے کا مذہب اختیار کر لیگا۔ یہ سخت حرام اور اشد حماقت ہے۔ ہم اگر لاجواب بھی ہو جائیں تو مذہب پر کوئی الزام نہیں کہ ہمارے مقدس مذہب کا مدار ہم پر نہیں۔ ہم انسان ہیں۔ اسوقت جواب خیال میں نہیں آیا۔ (صفحہ ۶۰)

عشق الٰہی کا ثبوت قاروری سے

ملفوظات رضائی میں اعلیحضرت نقل فرماتے ہیں۔

"سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی بیمار ہوئے۔ آپکا قارورہ ایک طبیب نصرانی کے پاس گیا۔ بغور دیکھتا رہا۔ پھر دفعتاً کہا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ لوگوں نے سبب پوچھا۔ کہا میں دیکھتا ہوں۔ یہ قارورہ ایسے شخص کا ہے جس کا جگر عشق الٰہی نے کباب کر دیا"

اسپر کسی قسم کی قلم فرسائی بے سود ہے۔

ظہور مہدی کب ہوگا

جناب "احمد رضا" ارشاد فرماتے ہیں:۔

"مجھے ایسا خیال گذرتا ہے کہ شاید ۱۳۳۷ھ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے۔ اور ۱۴۰۰ھ میں حضرت امام مہدی ظہور فرمائیں" (صفحہ ۸۱ ملفوظات)

اعلیحضرت عظیم البرکت" اس انتظار میں ہیں کہ کوئی اسلامی سلطنت باقی نہ رہے۔ پھر امام مہدی آئیں۔ ان کا یہ انتظار تو انہی ایام میں قریباً پورا ہو چکا ہے اب اس سے زیادہ اور کیا تباہی و بربادی چاہتے ہیں؟

"حضرت عیسیٰ سے چار وعدے کیونکر پورے ہوئے"

لکھوکے ضلع فیروزپور بقول اہلحدیث ایک پرانا علمی خاندان ہے۔ اسکے ایک ممبر مولوی نور احمد صاحب معتمر قادیان میں آئے۔ اور یہ سوال پیش کیا۔

قرآن شریف نے ہم کو خبر سنائی کہ اللہ تعالےٰ کے عیسیٰ علیہ السلام سے چار وعدے تھے یہ کہ میں تجھ کو مار لوں گا (۲) اُٹھا لوں گا تجھ کو اپنی طرف۔ (۳) پاک کروں گا تجھ کو کافروں سے (۴) جو لوگ تیرے تابع ہونگے ان کو کافروں پہ غالب رکھوں گا قیامت تک۔ یہ وعدے کب پورے ہوئے سائل کے نزدیک یہ وعدے عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی ہی میں پورے ہوئے چاہئیں متواتر چار روز تک مولانا حافظ روشن علی صاحب نے اسی سوال کا جواب دیا۔ مولوی صاحب نہ تو مانیں نہ کوئی اعتراض کر سکیں۔ چونکہ مولوی صاحب کے مبہوت ہو جانے کا نظارہ بہت دلکش ہو جاتا۔ اور غیر احمدیوں میں تبلیغ کا ایک اچھا موقعہ ہمیں ہاتھ آگیا اسلئے اتنے روز تقریریں ہوتی رہیں۔ ورنہ مولوی صاحب تو پہلے ہی روز رہ گئے تھے۔ چونکہ اہلحدیث نے لکھا ہے کہ ہم بھی اس سوال کا جواب سننے کے مشتاق ہیں۔ اسلئے خلاصہ جواب شائع کیا جاتا ہے۔

پہلا وعدہ۔ خداوند کریم کا یہ ہے۔ انی متوفیک۔ متوفیک کے معنے مارونگا تجھے خود مولوی صاحب (سائل) نے کر دئے ہیں۔ اسلئے زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔ بات صرف یہ ہے کہ یہود نے حضرت عیسیٰ کو قتل کر دینا چاہا۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ اسپر قادر نہیں ہو سکینگے۔ میں ہی تجھے طبعی موت سے وفات دوں گا۔

یہ وعدہ ربانی پورا ہو چکا ہے۔ چنانچہ دوسرے موقعہ پر خود حضرت عیسیٰ کا اقرار درج ہے، فلما توفیتنی۔ یعنی جب تو نے مجھے وفات دی۔ اسپر کوئی یہ نہ کہے کہ یہ سوال و جواب قیامت کے دن ہو گا۔ اسلئے قرآن مجید کے نزول سے پہلے وفات ہو جانا ثابت نہیں

کیونکہ تو فیتنی سے ہمارا استدلال یوں ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ جناب باری میں عرض کرتے ہیں۔ جب تک میں اُن میں رہا۔ اُن کا نگران حال رہا۔ وہ توحید پر قائم تھے۔ بگڑے نہیں لیکن جب بلائے ہوئی تو نے مجھے وفات دی۔ تو پھر مجھے علم نہیں۔ گویا تثلیث کے قائل وفات کے بعد ہوئے ہیں۔ اب چونکہ حضرت عیسیٰ کی پیروی کے مدعی قائل تثلیث ہیں اسلئے ثابت ہوا کہ وفات بھی ہو چکی ہے۔

دوم۔ ما محمدٌ الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل میں بتایا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہونیوالے تمام رسول فوت ہو چکے ہیں۔ خلت جو بغیر صلہ الی کے ہے۔ اسکے معنے خود قرآن کریم نے بتا دئے ہیں۔ افان مات او قتل یعنی خلا کی دو ہی صورتیں ہیں۔ موت یا قتل۔ پس مسیح بن مریم جو نبی کریم سے پہلے ہوئے ہیں۔ فوت ہو چکے۔ اور وعدہ الٰہی پورا ہوا۔

سوم۔ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح بن مریم نے بتایا ہے۔ کہ عیسائی ابن مریم کو معبود مانتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وھم یخلقون اموات غیر احیاء وما یشعرون ایان یبعثون۔ یعنی جن کو یہ لوگ معبود مانتے ہیں (جنمیں مسیح بن مریم بھی شامل ہے) وہ اموات ہیں۔ مر چکے ہیں۔ زندہ نہیں۔ یہ آیت بھی بتاتی ہے کہ متوفیک کا وعدہ پورا ہو چکا ہے۔

چہارم۔ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد نے بتایا کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے کوئی ایسا فرد بشر نہیں جسے ایسی زندگی دی گئی ہو کہ وہ غیر متغیر ہو۔ اس آیت سے بھی ظاہر ہے کہ مسیح بن مریم زندہ نہیں فوت ہو چکے ہیں اور جو وعدہ متوفیک میں ان سے کیا گیا وہ پورا کر دیا گیا۔

اب یہ کہنا کہ حضرت عیسےٰ سے جو وعدہ ہوا ہے وہ انکی زندگی ہی میں پورا ہونا چاہیئے دوسرے لفظوں میں اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کو موت بھی ان کی زندگی ہی میں آئے۔ کیا مطلب کہ موت درمیان ہو۔ اس سے پہلے بھی زندگی ہو اور بعد بھی زندگی اسی دنیا

میں ہو۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ ایک سخیف بات ہے۔ پس یہ مطالبہ کہ وعدہ زندگی ہی میں پورا ہو ایک فضول امر ہے۔ آخر دوسرے رسولوں سے بھی کئی وعدے ہوئے۔ کیا وہ سب کے سب ان کی زندگی میں پورے ہوئے۔ اور جب وعدہ کرنیوالا اور وعدہ پورا کرنیوالا اللہ تعالےٰ ہے تو پھر "موت" (جو صرف روح کے جسم سے الگ ہونے کا نام ہے) اس میں کیا رخنہ ڈال سکتی ہے۔ کیونکہ انا للہ وانا الیہ راجعون نے بتا دیا کہ آدمی مرکر بھی اللہ ہی کے پاس جاتا ہے۔ انبیاء کا درجہ تو بہت بڑا ہے وہ تو شہیدوں کی نسبت فرماتا ہے۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتٰھم اللہ من فضلہ۔ پس جب پاک انسان مرکر بھی اللہ ہی کے پاس رزق پاتے ہیں تو پھر ان کی موت کسی وعدے کے پورے ہونے میں کیا رخنہ اندازی کر سکیگی ؂

دوسرا وعدہ ۲

دوسرا وعدہ ورافعک الیّ ہے کہ میں تمہارا رفع کروں گا۔ سو یہ وعدہ بھی پورا ہو چکا ہے۔ چنانچہ ورفعہ اللہ الیہ میں اسکی خبر دی۔ یہود مسیح کو مقتول بالصلیب کر کے تورات کے مطابق ملعون ثابت کرنا چاہتے تھے۔ خدا تعالےٰ نے فرمایا۔ میں اسے مرفوع اور اپنا مقرب خاص ثابت کرونگا۔ وہ ذلیل نہیں ہوگا۔ بلکہ وجیھا فی الدنیا والاٰخرۃ۔ یہ کہنا کہ ک خطاب روح اور جسم دونو کے لئے ہے۔ اسلئے رفع بھی روح و جسم دونو کا ہونا چاہیئے۔ بہت غلطی کی بات ہے۔ کیونکہ ک سے اگر روح اور جسم دونو مقید ہو جاتے ہیں۔ تو پھر ماننا پڑیگا کہ متوفیک میں موت نہ صرف جسم پر آئی بلکہ روح پر بھی۔ اور جسم کے ساتھ روح بھی مر گئی۔

دوم۔ ہمارا سوال یہ ہے کہ اِلیٰ انتہاء غایت کے لئے آتا ہے۔ پس مسیح کا اگر رفع مع الجسم مانا جائے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ بجسدہ العنصری اللہ تعالےٰ کے پاس پہنچ گئے۔ کیونکہ الرحمٰن علے العرش استویٰ وارد تنزیل ہے پھر تو عیسائیوں کا عقیدہ درست ہوا۔ کہ مسیح خدا کے پاس اسکے دہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ اگر کہو کہ خدا تو ہر جگہ موجود ہے۔ تو پھر جھگڑا ہی ختم ہوا۔ آسمان پر لیجانے کی کیا

ضرورت ہے۔ ھو معکم اینما کنتم کے مطابق زمین پر بھی جہاں کہیں مسیح ہوگا۔ خدا کے پاس ہے۔ اگر اوپر چڑھاتے ہو تو پھر چوتھے آسمان ہی پر کیوں روکتے ہو۔ الی تو انتہار غایت کے لئے ہے۔ پس مرفوع ہو کر ٹھیک خدا کے پاس جا بیٹھنا چاہیئے۔

تیسرا وعدہ ۳ ومطھرك من الذین کفروا ہے۔ یہ وعدہ بھی پورا ہو چکا۔ چنانچہ قرآن مجید میں تمام الزامات سے اللہ تعالیٰ نے مسیح بن مریم کو بری قرار دیا ان کی ولادت کے متعلق یہود نامسعود کو بتایا کہ وہ بے شک بے باپ پیدا ہوئے۔ والتی احصنت فرجھا فنفخنا فیھا من روحنا وجعلنھا وابنھا اٰیۃ للعلمین اور ان کی وفات بھی دیگر انبیاء کی طرح ہوئی۔ یعنی وہ بعد وفات مرفوع الی اللہ ہوئے۔ نہ کہ ملعون۔ جیسا کہ ان کے نادان نصاریٰ اور عنید دشمن یہود بے بہبود کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اور الزاموں سے بھی ان کو بری کیا۔ اور ان کی اصلی شان دنیا پر ظاہر کی۔

کہا جاتا ہے کہ تطہیر اسی طرح پر ہو سکتی ہے کہ خود یہود اقرار کریں کہ ہم نے جو الزام لگائے ہیں۔ وہ جھوٹے تھے۔ اول تو یہ مطالبہ ہی غلط ہے۔ کیونکہ کفیٰ باللہ شہیدا کے مطابق اللہ تعالیٰ کی گواہی ہی کافی ہے۔ اور وہ ہمیشہ اپنے راست بازوں کی دشمنوں کے الزامات سے تطہیر کرتا رہا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ کی نسبت فرماتا ہے: یا ایھا الذین اٰمنوا لا تکونوا کالذین اٰذوا موسیٰ فبرأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیھا دوم معترض جو صورت پیش کرتا ہے۔ وہ بھی قابل اعتراض اور اسی کے مسلمات کی بنا پر مجروح ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ کے نزول (کما زعمہ المعاندون) کے وقت بھی سب یہودی ایمان نہیں لائینگے۔ کئی جنگوں میں مارے جائینگے۔ پھر دجال جو یہودی الاصل ہے اور اسکے اتباع ستر ہزار جبہ پوش بھی مسلم طور پر ایمان نہیں لائینگے۔ پس یہ بات کہ سب کے سب یہودی حضرت عیسیٰ پر ایمان لائینگے۔ اور اپنی زبان سے اقرار کرینگے۔ کہ ہمارے الزامات غلط تھے۔ بالکل غلط ہے۔ دوم۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اب تک ہزارہا یہودی ایمان لاکر عیسائی ہوئے ہیں۔ کیا ان کے ایمان سے یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوگئی ؟

چوتھا وعدہ

وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ میں جو وعدہ ہوا وہ حضرت نبی کریمؐ کے وقت سے اب تک پورا ہو رہا ہے۔ اور قیامت تک پورا ہوتا رہے گا۔ اس میں بھی دو تین باتیں قابل غور ہیں اگر کہ خطاب سے مراد روح مع الجسم ہی ہے تو پھر اتبعوک کے یہ معنے بھی ہو سکینگے۔ کہ جو حضرت عیسیٰ کے پیچھے پیچھے چلے۔ خواہ وہ عقیدۃً خدا کا منکر ہی کیوں نہ ہو ان کا متبع ہے۔

دوم۔ وان من اھل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ کے یہ معنے کہ سب اہل کتاب حضرت عیسیٰ پر ایمان لائینگے۔ غلط ثابت ہوتے ہیں کیونکہ فوق تحت کو چاہتا ہے متبعین عیسیٰ۔ کفار عیسیٰ پر قیامت کے دن تک غالب رہینگے۔ اس سے لازم آتا ہے کہ منکرین عیسیٰ کا وجود قیامت تک رہے۔ اس کی تائید میں دو اور آیتیں بھی ہیں۔ والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ (۲) فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ۔

سوم۔ اگر ہر وعدہ کا ایفاء عیسیٰ کی زندگی ہی میں ہونا چاہیئے۔ تو پھر یہ وعدہ کیونکر پورا ہو گا۔ کیونکہ قیامت کے دن تک ضروری ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ زندہ رہیں۔ اور دیکھتے رہیں۔ کہ میرے متبعین میرے منکرین پر غالب ہیں۔ قیامت وہ دن ہے۔ جب لوگ مُردوں سے زندہ کئے جائینگے۔ اب وہ روز جو دوسروں کی زندگی کے لئے ہو گا۔ عیسیٰ کی موت کے لئے ہو گا۔ یہ کیسی عجیب بات ہے اس طرح پر تو ان کی وفات کبھی ہو گی ہی نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ یہ آرزو ہی باطل ہے جو حضرت عیسےٰ کا ہر ایک وعدہ ان کی زندگی میں پورا ہو۔ اور نیز یہ بھی روز روشن کی طرح واضح ہو گیا۔ کہ چاروں وعدے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کئے گئے تھے۔ پورے ہو چکے ہیں۔

حقیقتِ وید

(نمبر ۱)

آریہ سماج کی طرف سے ہمارے کانوں میں مدت سے یہ آواز آرہی ہے کہ دُنیا میں اگر کوئی کتاب کوئی پُستک کوئی بُک اور کوئی گرنتھ ایشوری گیان و آپتی الہام یا خدائی کلام یا ایشوری واک ہو سکتا ہے تو وہ وید مقدس ہے۔

حقائق و معارف کا سرچشمہ اور رشد و ہدایت کا چشمہ ہے۔ تو وید ک سروت اور وید ک چشمہ ہی ہے۔ ہاں ہاں سنسار ک جیووں اور دنیاوی لوگوں کو نجات کا پیغام اور مکتی کا سُکھ مئے نادُ سنانے والا کوئی دھرم ہے تو وید بھگوان کا ہی دھرم ہے۔

عرفان اور مکتی کے اعلیٰ و ارفع مقام پر پہونچنے کا ذریعہ ہے۔ تو وہ وید ک پتھ اور وید ہی کی راہ (تعلیم) ہے۔

مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ویدوں کی محبت میں چُور اور نشۂ اُلفت میں مخمور آریہ سماجی خود ہی ویدوں سے لاعلم اور ناواقف محض ہیں۔ اگر ان سے کہا جائے کہ زیادہ نہیں ایک ہاں صرف ایک شُرتی کا سرل اور لفظی ترجمہ کر کے دکھلاؤ تو معدودے چند ہی ایسے نکلینگے۔ ورنہ آریہ سماج میں بھرتی ہونے والوں کا کثیر حصہ دُور سے ہی کانوں پر ہاتھ دھر کر بھاگ جائیگا۔

گویا وید کے عشاق اور گرفتارانِ محبت ان لوگوں کی مثال ہیں۔ جنہوں نے راہ چلتے ہوئے ایک مرت ناگ یا مُردہ سانپ دیکھ پایا۔ رات کا وقت اور تاریکی کا جوش تھا۔ چھونے یا ٹٹولنے سے معلوم ہوا کہ کوئی دستو یا چیز نہایت ہی ملائم اور نازک۔ لچکدار اور سڈول پڑی ہے۔ سمجھے کہ ہو نہ ہو یہ کوئی مہ پارہ نازنین محوِ خواب ہے۔ عشق کا بھوت تو پہلے سے ہی سر پہ سوار تھا۔ اور کسی مہ جبین حسین معشوقہ کی پہلے سے ہی تلاش اور جستجو تھی۔ بس یہی خیال کیا کہ اس سے بہتر اور برتر اور کون معشوق ہاتھ آئیگا۔

یار لوگوں نے وہیں ڈیرے ڈال دئے۔ اور ایک تنگ و تاریک مکان بھی اسپر بنا دیا گیا۔ اب لگے عشقیہ کلام اور غزلیں گانے۔

ان سرشاران محبت میں سے ایک نے تو اس کے مکھڑے کی تعریف کرنی شروع کی۔ دوسرا اس کی قد و قامت کی موزونیت پر فدا ہونے لگا۔ کسی کا دل تو اس کے اعضاء کی مناسبت پر آگیا۔ اور کسی کا دل اس کے رنگ و روپ اور صراحی دار گردن نے موہ لیا۔ الغرض ہر ایک نے اپنا اپنا راگ الاپنا شروع کر دیا۔ اور ایسا شور مچایا کہ الامان! گویا روز حشر کا ایک نظارہ تھا۔ جو کوئی آتا وہی حیران ہوتا۔ اور خیال کرتا کہ وہ کون ایسا معشوق ہاتھ آگیا۔ جس کیلئے یہ سب کے سب اسقدر حیران اور پریشان ہو رہے ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا۔ کہ ان عشق کے دیوانوں نے ابھی تک اپنے معشوق کی شکل بھی نہیں دیکھی۔ مگر باوجود اسکے دنیا میں جو بھی خوبی کی بات ہے۔ وہ فوراً اپنے معشوق کی طرف منسوب کئے دیتے ہیں۔ جب ان کی بے ہنگم باتیں سنتے سنتے ارد گرد کے لوگ بھی اکتا گئے۔ تو انہوں نے لیمپ روشن کر کے چاہا کہ ان کا وہ محبوب تو دیکھا جائے کہ جسپر یہ قربان صدقے اور فدا ہو رہے ہیں۔ کہ ہر ایک خوبی اور ہر ایک عمدہ بات مکتوم معشوق کی طرف ہی منسوب کئے جا رہے ہیں۔ جب آس پاس والوں نے اس تنگ و تاریک مکان کے اندر بہت سے قیمتی کپڑوں میں لپٹا ہوا مُردہ سانپ دیکھا تو ان کی حیرت کی کوئی بھی حد نہ رہی۔ اور انہوں نے کہا کہ اے نادانو! یہ تو ایک زہریلا سانپ ہے۔ اور وہ بھی مرا ہوا۔ مگر تم اس کی تعریف و توصیف میں اتنے رطب اللسان ہو رہے ہو کہ جیسے کوئی واقعی ہمہ صفت موصوف محبوب و معشوق ہے۔ مگر بجائے اسکے کہ ناصحین کی نصیحت سنکر وہ ہوش میں آتے لگے اُلٹے گالیاں سنانے اور کہنے کہ یہ روشنیاں ہی خراب ہیں۔ اجی ان میں طاقت ہی کہاں ہے کہ یہ ہمارے دلبر کا نورانی چہرہ دکھلا سکیں۔

سو دوستو! یہی حال ہمارے آریہ سماجی احباب کا ہے۔ یہ بھی ویدوں کے بارے میں اسی طرح بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر رطب اللسان پائے جاتے ہیں۔ انہوں نے اگر کسی جگہ سے کوئی خوبی کی بات سُن پائی۔ تو جھٹ وید کی طرف منسوب کر دی اور کہدیا کہ یہ بات تو ویدوں میں پہلے سے ہی موجود ہے

کسی جدید تحقیقات کا چرچا ہُوا۔ تو فوراً کہہ اُٹھے۔ کہ اجی! یہ تو پرماتما کے ازلی گیان وید کی ہی خوشہ چینی کا نتیجہ ہے۔ یہ نئے نئے علوم و فنون سب وید بھگوان کے ہی پڑھنے سے یورپ والوں کو معلوم ہوئے ہیں۔ جیالوجی۔ مزالوجی۔ بیالوجی۔ فزیالوجی۔ زوالوجی باٹینی۔ اناٹومی۔ سرجری۔ ہائی جین۔ کیمسٹری۔ اسٹرانومی۔ پولیٹیکل اکانومی۔ پالیٹکس نیشنل اور انٹرنیشنل پالٹیکس۔ ٹریڈ اور ڈی ٹریڈ۔ ڈویٹسک۔ سیکشوئل سائنس یا ایلوپیتھی۔ کروموپیتھی۔ اوکسی پیتھی۔ اگریکلچر۔ سیری کلچر۔ کنڈی۔ سمتھی۔ کارپنٹری ویونگ۔ سوئنگ۔ کوکنگ یا ہوائی جہاز۔ بحری جہاز۔ ریل۔ تار برقی وغیرہ کے تمام علوم فنون جن کا آج مہذب دُنیا اور سبیہ سنسار میں اشاعت اور چرچا ہو رہا ہے یہ سب کے سب بلکہ ان کے ماسوا اور بھی جتنے علوم و فنون ہیں۔ یہ تمام کے تمام ویدوں میں پہلے سے موجود ہیں۔ اور اگر پرماتما اپنی اپار دیالتا اور کمال مہربانی سے کام نہ لیتے ہوئے ویدوں کو دُنیا میں نازل نہ کرتا۔ تو یہ دنیا ان تمام علوم سے بے خبر محض رہ جاتی ؂

مگر جب محقق مزاج احباب نے آریہ صاحبان کے معشوق کو یورپین تہذیب کی روشنی سے دیکھا یا ہیڈ ہرابٹ اور رسائن وغیرہ قدیم شارحان کی قندیلوں کی روشنی ڈالی تو عالم ہی اور پایا۔ اسمیں نہ ریل تار کا ذکر۔ نہ ایروپلین اور ڈریڈناٹ کے تذکرے۔ سائنس اور فلسفہ کی ایک بات بھی نظر نہ آئی۔ نظر آیا تو یہ آیا کہ جا بجا اگنی۔ وایو۔ ورن وغیرہ دیوتاؤں کی تعریف اور اُن سے دُعائیں مانگنے کے منتر یا سوم رس (یہ منشی رس ہے) کے تذکرے اور یگیہ کا بیان ؂

مگر ویدکے عشاق نہاں بے غرض اور محققین مزاج حضرات کو اسی طرح ڈانٹ بتلائی کہ خبردار ہمارے وید کے متعلق اس طرح نہ کہنا۔ تم نے جن روشنیوں سے کام لیا ہے۔ وہ سب خراب اور ناقص ہیں۔ وہ اس قابل نہیں کہ تمہیں ویدوں کا صحیح سروپ دکھلا سکیں ہاں اگر ویدوں میں علوم۔ فنون۔ سائنس اور فلسفہ کی دھارا چلتی ہوئی دیکھنا چاہتے ہو۔ یا پرماتما کی صحیح اور قرار واقعی ذات و صفات کا علم حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو اس زمانہ کے

رشی نہیں ہیں۔ بلکہ مہرشی منی ہاں ہاں مہامنی سوامی دیانند کی بنائی ہوئی لالٹین (تفسیر) کی روشنی میں وید دیکھو۔ تب تمہیں ہمارے دعویٰ کا صدق معلوم ہو جائیگا۔ اس ڈانٹ اور عجیب ڈیفنس کو ہم نے بھی سنا۔ اور سوامی دیانند جی مہاراج کی ہی ایجاد کردہ لالٹین (بھاش) کو ہاتھ میں لیکر وید بھگوان کو دیکھا۔ تو اس روشنی نے ہمیں وہی نظارہ دکھلایا جو دیگر محققین پہلے مفسرین کی روشنی کے ذریعہ دیکھ چکے تھے۔

شاید بعض منچلے آریہ متر ہماری اس بات کو سنکر کہہ اٹھیں کہ تم غلط اور بے سند کہتے ہو۔ تو ہم ایسے جوشیلے حضرات کو نصیحتاً کہتے ہیں کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے صبر اور تحمل سے کام لیں۔ ہم نے یہ بات یونہی نہیں کہدی۔ بلکہ اس کی تائید میں ہمارے پاس بے شمار دلائل اور براہین ہیں۔ اور وہ دلائل قاہرہ و براہین ساطعہ ایسے نہیں کہ ان کی تردید یا تغلیط پر کوئی قادر ہو سکے۔

پس ہم ذیل میں نہایت ہی اختصار سے بتلاتے ہیں کہ ویدوں کی اصل حقیقت کیا ہے۔ ہاں ہم سب سے پہلے اُن شرتیوں کا ترجمہ پیش کرینگے۔ جو پرمیشور کے متعلق ہیں اور یہ ترجمہ یا تفسیر خاص سوامی دیانند جی کے ہی رشحات قلم کا نتیجہ ہوگا۔ ہاں اگر کسی منتر کی تفسیر یا ترجمہ سوامی صاحب کا کیا ہوا نہ ملا۔ تو مجبوراً اُس شرتی کا ترجمہ کسی اور فاضل آریہ سماجی کا کیا ہوا ہی قبول کرنا پڑیگا۔

ویدوں میں ایشوری صفات کا بیان

ویدک ایشور کا حلیہ

"براہمن[1] اس کا (ایشور کا) مُنہ تھا۔ بازوؤں سے کشتری۔ رانیں ویش۔ پاؤں سے شودر پیدا ہوئے"۔ (رگوید ۹۰/۱۰ ارا جارام جی)

[1] بعض آریہ ویدوں میں ویدک ایشور کا حلیہ پڑھتے ہوئے یہ ضرور کہینگے۔ کہ یہ تو النکار (استعارات) ہیں۔ یہ ایک حد تک صحیح ہے۔ مگر بتلاؤ تو سہی کہ ید۔ ساق وغیرہ الفاظ کو النکار یعنی استعارہ سمجھتے ہوئے قرآن مجید کی بے نظیر تعلیم کو کیوں متہم کیا کرتے ہو۔

"اُس کی ناف سے آسمان۔ سر سے خلا۔ پاؤں سے زمین اور کان سے طرفیں پیدا ہوئیں" (رگوید ۱۰/۹۰ ")

"چاند من (دل) سے پیدا ہوا۔ آنکھ سے سورج پیدا ہوا۔ منہ سے اِندر اور آگ۔ اور سانس سے ہوا پیدا ہوئی" (رگوید ")

اِس مختصر سے حلیہ کے بعد اور بھی ملاحظہ ہو:۔

ایشور کا تخت

"ورُن[1] اپنی ساری رعایا میں سب پر حکومت (ایشور کا لباس اور جاسوس) کرنے کے لئے آکر بیٹھا ہے" (رگوید ۲۵/۹۰)

"سنہری کوچ کو پہنتا ہوا۔ ورُن (پرمیشور) چمکتے ہوئے لباس کو پہنتا ہے اس کے جاسوس چاروں طرف بیٹھے ہیں" (رگوید ۲۵/۱۳۳)

دوستو! آپ جاسوسوں کا تذکرہ پڑھتے ہوئے یہ حیرانی سے کہینگے۔ کہ کیا ایشور نعوذ باللہ بے علم ہے۔ جو اخبار اور احوال دریافت کرنے کے لئے جاسوس مقرر کئے ہوئے ہیں۔ سو اس کا جواب ہم مثبت میں ہی دینگے۔ کیونکہ ویدوں سے ایشور لاعلم ہی ثابت ہوتا ہے۔ بطور نمونہ ذیل کے منتر ملاحظہ ہوں:۔

ویدک ایشور کی بے علمی

اگنے ورت پاستوے ورت پایا تو اتیادی کا ترجمہ رشی دیانند یوں کرتے ہیں:۔ (صرف اردو ترجمہ)

"جس لئے اے جگدیشور آپ ..... اور میں پڑھنے پڑھانے والے دونوں محبت کے ساتھ ملکر عالم (اور) دیندار ہوں۔ کہ جس سے دونوں کے علم میں ترقی ہمیشہ ہووے" (تفسیر سوامی دیانند یجروید ۵/۵)

آریہ دوستو! اِس منتر کو پڑھو اور غور کرو۔ اور اسکے بعد ذیل کے منتر پر بھی پورا پورا وچار کرو۔ اسی میں تمہارا کلیان ہے:۔ اور بھی ملاحظہ ہو۔

"اِس دُنیا میں پاپ اور پُن کا نتیجہ بھوگنے کے لئے دو راستے ہیں۔ ایک عارفوں یا عالموں کا۔ اور دوسرا علم و معرفت سے معرّا انسانوں کا ان کو

[1] قرآنی عرش اور فرشتوں پر اعتراض کرنیوالے آریہ مہاشے ان منتروں کا بغور مطالعہ فرمائیں

پتری یان اور دیویان بھی کہتے ہیں ..... نیز یہ دو راستے سُنے ہیں۔ یہ تمام دُنیا انہی دو راستوں پر چلی جا رہی ہے۔ الخ"

(یجُروید ۱۹/۴۷ منقول از رگوید بھاشش بھومکا اُردو صفحہ ۱۲۲)

تیسرا منتر بھی قابل لحاظ ہے :-

"اے بیاہے ہوئے مرد عورت! تم دونوں رات کو کہاں ٹھہرے تھے؟ اور دن کہاں بسر کیا تھا؟ تم نے کھانا وغیرہ کہاں کھایا تھا؟ تمہارا وطن کہاں ہے۔ جس طرح بیوہ عورت اپنے دیور (دوسرے خاوند) کے ساتھ شب باش ہوتی ہے یا جس طرح بیاہا ہوا مرد اپنی بیاہتا عورت کے ساتھ اولاد کیلئے یکجا شب باش ہوتا ہے۔ اسی طرح تم کہاں شب باش ہوئے تھے؟"

(ترجمہ سوامی دیانند۔ رگوید اشٹک ۷ ادھیائے ۵ ورگ ۸ منتر ۳)

ایہا الاحباب! اپنے آریہ دوستوں سے پوچھو تو سہی کہ جو دوسروں سے دریافت حال کا محتاج ہو۔ وہ سروگیہ یا علیم ہستی کہلا سکتی ہے۔

وید کا ایشور کو ترقی اور قوت کی ضرورت

گھر مٹی تتے پرپشم تین ورد وسو چاچہ ابتادی منتر کا ترجمہ سوامی دیانند بایں الفاظ کرتے ہیں :-

"اے نہایت قابل عبادت معبود! سب طرف سے روشن جگدیشور! او عالم! یہ جو آپ کا محیط ہونا اور پرورش کرنا ہے اس سے آپ ترقی کو پا دیں۔ اور دوسروں کو بڑھائیں۔ آپ خود مضبوط ہو جیئے اور دوسروں کو مضبوط کیجئے۔ الخ" (یجُروید ادھیائے ۳۸ منتر ۲۱)

پیارے دوستو! یہ ہے وید کی حقیقت اور وہ بھی رشی دیانند کی ہی ایجاد کردہ (تفسیر) روشنی سے اور بھی ملاحظہ ہو کہ کس طرح وید کا ایشور ترقی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔

ایشور ہمیشہ بڑھتا ہے

کیا نشچے آبھُو دُوتی سدا اور دھا سکھا۔ ابتادی منتر کا ترجمہ بانی آریہ سماج بدیں الفاظ کرتے ہیں :-

"وہ (ایشور) سدا (ہمیشہ) بڑھنے والا ..... حیرت انگیز صفات

افعال عادات سے متصف پرمیشور الخ" (یجروید)

آریہ مترو! دیانندی دوستو! بتلاؤ۔ ہاں ہاں ضرور بتلاؤ۔ کیا جو ہستی کامل اور اکمل ہے۔ اسکو ہمیشہ بڑھنے والی بتلانا صحیح ہے۔ اور کیا "بڑھنا" نقص اور زوال کو مستلزم نہیں۔ کیا جو چیز بڑھنے والی ہو وہ بڑھنے سے پہلے ناقص اور نامکمل ہوگی یا نہیں۔ جو نامکمل اور ناقص ہے۔ وہ خدا یا پرمیشور ہو سکتا ہے۔ اور پھر ایسی دینے والی کتاب ایشوری گیان یا پرمیشوری واک کہلانے کی حقدار ہے۔ ہاں پیارو! ذرا سوچ سمجھ کر جواب دو۔

ایشور سکھ دکھ کا برداشت کرنیوالا

"اے جگدیشور! جس سبب آپ ..... سب سکھ دکھ کے برداشت کرنے والے ہیں الخ"

(تفسیر یجروید سوامی دیانند جی)

اے آریہ سماج کے روشن ضمیر اور بلند خیال ممبرو! کیا وہ قادر و مقتدر غنی اور بے نیاز ہستی بھی سکھ دکھ برداشت کرنیوالی ہے۔ کیا ایسی تعلیم دینے والی کتاب کی پیروی اور متابعت کیلئے تمام دنیا کو بلاوا اور پیغام دیتے ہو۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ ہم اسپر کیا لکھیں اور کیا نہ لکھیں۔ ناظرین خود ہی پڑھیں اور سوچیں۔ ہم نے تو بھی اور بہت کچھ بتلانا ہے۔ اسلئے تفصیل سے کام نہ لیتے ہوئے محض حوالہ جات پر ہی اکتفا کئے جاتے ہیں۔

ایشور سکھ کا خواہشمند

ایشور خود کہتا ہے کہ:۔

"مجھے وہ پروکش و غائبانہ یا غیر میسر سکھ حاصل ہو الخ"

(یجروید $\frac{26}{2}$ تفسیر سوامی دیانند صاحب)

جس کو ابھی پورا پورا سکھ اور راحت ہی میسر نہیں۔ وہ ایشور کس کا اور کاہے کا۔ اور پھر جو خود سکھ کا ابھی تک متلاشی اور خواہاں یا اھلاشی ہے وہ دوسروں کو کیا دیگا۔ پس ایسا ایشور جو دوسرے کو سکھ پہنچا ہی نہیں سکتا۔ وہ کیسے ہمارا پوجنیہ اور معبود ہو سکتا ہے۔ آریہ سجنو! غور کرو۔ یہ باتیں مہیدھر یا سائن کی ہوئی تفاسیر و تراجم

سے اخذ نہیں کی گئیں۔ بلکہ آپ کے بزرگ رشی سوامی دیانند کے بھاش (تفسیر) سے ہی نقل کی گئی ہیں۔

ایشور سے پناہ مانگتا ہے

"ایشور کہتا ہے کہ اے ..... دشمنوں کو نیست و نابود کرنے میں بے خوف (سپہ سالار) ہم لوگوں کو سب جگہ سے بے خوف کر"

(تفسیر سوامی دیانند یجروید)

جو خود ایک معمولی سپہ سالار سے پناہ مانگتا ہے۔ اور دشمنوں کے خوف سے کانپ رہا ہے۔ وہ دوسروں کو کیا بے خوف کریگا۔ اور پھر اُسے قادر اور سروشکتی مان کیسے کہا جا سکتا ہے۔ عبارت موجود ہے۔ آریہ دوست خود ہی غور کریں۔ اور ہمیں زیادہ تفصیل سے مُعاف فرمادیں ؛

صرف اُردو ترجمہ۔

ایشور سے چوری نہ کرنے کی درخواست

"اے اندر دولتوں سے مالا مال پرمیشور! ہم سے الگ کبھی مت ہو۔ ہمارے مرغوب سامان خوراک کو مت چراؤ۔ اور نہ کسی اور سے چراؤ" (رگوید ملا ۷ ع ۱۹ م ۸)

وید کے پجاری اور معتقد بیچارے التجا کرتے ہیں کہ اے پرمیشور ہمارے سامانوں کو تم چراؤ نہیں۔ اور نہ ہی کسی اور کو ترغیب دو کہ چرائے۔

آہ! اپنے گیان داتا پر یہ بدگمانی۔ اُف۔

ناظرین! یہ ہے مختصر سی ایشوری صفات کا نظارہ جو وید بھگوان سے دیانندی لالٹین کی ہی روشنی کے ذریعہ نظر آیا۔ اب ہم وید کا کچھ فلسفہ بھی پیش کرتے ہیں۔ اُمید ہے کہ قارئین کرام پڑھکر محظوظ ہونگے۔ اور ہم نے جو عقلی تمہید میں کیا ہے۔ اُس کی پُرزور الفاظ میں تائید و تصدیق بھی کرینگے۔

بکرے کا دودھ اور گھی

اے دینے والے جیسے لینے والا۔ پڑھانے اور تلقین کرنیوالوں کا میل کرے۔ اور آج بکرا وغیرہ "وغیرہ" سے مُراد شاید اُونٹ گھوڑا۔ گدھا۔ ہاتھی نر جانور ہوں) جانوروں کے بیچ سے لینے لائق

چیز کا چکنا حصہ گھی دودھ وغیرہ اُدرا (نکالا ہوا) کیا ہوا لیویں"

(تفسیر بھجر وید سوامی دیانند جی)

مُعزز ناظرین! آپ نے تو یہی سُنا یا مشاہدہ کیا ہو گا کہ بکریاں دودھ دیا کرتی ہیں مگر آج آپکی معلومات میں وید بھگوان نے اضافہ کر دیا۔ اور آپ جان لیں کہ بکرے بھی دودھ دیا کرتے ہیں۔ اور ان کے دودھ سے مکھن بھی صاحب لوگوں کے ٹوسٹ بنانے کے لئے نکالا کرتا ہے۔ آہ! بعض دوست تو اس کلام کو پڑھکر ہنس ہی دینگے مگر ہم ان باتوں کو پڑھتے اور لکھتے ہوئے آٹھ آٹھ آنسو بہا رہے ہیں۔ کہ ان آریوں کو کیا ہو گیا۔ جو ایسی ایسی لایعنی باتوں کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ اور ذرا بھر بھی عقل و خرد سے کام نہیں لیتے

عجیب لٹریچر

بھاؤ ارتھ۔ "جو لوگ جگدیشور کا آسرا اور اسکے احکام کی متابعت کرنے سے عُلماء کی صحبت سے بہت ہی ہمتی اور محنتی ہو کر دھرم ارتھ کام اور موکش کی تکمیل کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ وے تمام دولت سے مالا مال ہوتے ہوئے بھوت (ماضی) بھوشیت (مستقبل) اور ورتمان (زمانہ حال) ان تینوں زمانوں میں سکھی ہوتے ہیں"

(تفسیر سوامی دیانند رگوید جلد ۹ صہ ۵۷۸)

پیارے دوستو! آپ جانتے ہیں کہ انسان ایسے اُمور پر تو قادر ہو سکتا ہے۔ کہ وہ زمانہ حال اور آئندہ میں فارغ البال اور سکھی ہو جائے۔ مگر آپنے یہ کبھی بھی نہ سُنا ہو گا۔ اور نہ ہی عقل تجویز کریگی۔ کہ کسی بہاری بعد دسمبر سنہ ۱۹۲۰ء میں اپنی فلاح یا بہبودی کے لئے کوئی کام کرے۔ تو اس کا شکہ یا راحت ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۱۸ء میں ملے۔

آریہ سماج کے فلاسفرو! اگر آپ اس ویدک پہیلی کا حل کر دکھلائیں تو ہم حسب استطاعت دل کھولکر انعام دینگے۔ اور اُمید ہے۔ کہ ناظرین بھی انعام دینے میں کسی قسم کی کسر نہ اُٹھا رکھینگے ؎

ایک نادر ٹوٹکا

مَیں جو سوم لتا وغیرہ بوٹیوں (کو) جو زمین سے تین برس پہلے مکمل سُکھ دینے میں عمدہ (ہیں) ظاہر ہوئیں و پیدا ہوئیں۔ جو حاصل کرنیوالے

بیماروں کے سو اور سات جنم و ناڑیوں کے زخموں کو مفید ہیں۔ ان کو جلد جانوں۔" (یجروید تفسیر سوامی دیانند)

ویدوں میں سائنس اور فلسفہ کی تعلیم کے مدعی آریہ دوستو! بتلاؤ اور ضرور بتلاؤ کہ دنیا اور زمین تو ابھی پردۂ غیب سے عالم ظہور میں آئی نہیں تو اس سے تین برس پہلے کونسی بوٹیاں رونما ہو گئیں۔ یہ علم نباتات کے کس قاعدہ کی رو سے صحیح ہو سکتا ہے کہ زمین بننے سے پہلے ہی نباتات کا ظہور ہو جائے۔

پیارو! ہماری باتیں ایسی نہیں کہ سرسری نظر سے ہی گذار دو۔ نہیں نہیں۔ بلکہ یہ باتیں ایسی ہیں کہ اپنا قیمتی اور مفید وقت خرچ کر کے بھی ان پر غور اور وچار کرو۔ تا تمہیں پتہ تو لگے کہ وید بھگوان عقول انسانی کو کہاں تک ابھارنے اور اسے صیقل کرنے میں ہمارا رہنما اور رہبر ہو سکتا ہے۔

زمین ساکن ہے

آریہ سماج کا دعویٰ ہے کہ وید سے ہی یورپ والوں نے تمام علوم سیکھے ہیں۔ لگتے ہاتھ اس کو بھی جانچ ہی لیں۔ آج یورپ والوں نے یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچا دی ہے کہ زمین متحرک ہے۔ اور آریہ سماج کے گریجوایٹ اصحاب بھی اسے اچھی طرح جانتے ہونگے۔ مگر وہ ویدوں کا عقیدہ بھی سن لیں۔ تاکہ انہیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہو جائے۔ کہ آریہ سماج کا دعویٰ کسی مضبوط چٹان پر قائم ہے یا ریت کے ٹیلے پر۔ سنئے وید مقدس کیا ارشاد فرماتا ہے۔

میں دمور اگرا پرتھوی چہ درڑا ایتادی منتر کا ترجمہ سوامی دیانند یوں کرتے ہیں:

"اے لوگو! جگدیشور (خدا) بہت تیز روشنی والے سورج وغیرہ اور بھومی (زمین) درڑھ (یعنی اچل) کی ہے" الخ (یجروید تفسیر سوامی دیانند جلد دوم صفحہ ۱۰۵۶)

دوسرا حوالہ بھی ملاحظہ ہو۔

اپ یام گرہتھیو اسی دہرو اسی دہرو کھشتر دہرو دوانام ایتادی منتر کا ارتھ جو دیانند جی نے کیا ہے:

"اے پرمیشور! آپ ... ہیں کہ جن آپ میں بھومی (زمین) ستھر (ساکن)

ہو رہی ہے۔ الخ" (یجروید)

آریہ سماجی دوستو! کھلے لفظوں میں زمین کو ساکن بتلانے والا وید موجودہ علوم کے ساتھ تطابق کھاتا ہے۔ یا قرآن شریف و فرقان حمید جو زمین کا نام ہی ارض بتلاتا ہے۔ جس کے معنی ہی "گھومنے والی شے" ہیں۔ بس یہ فیصلہ تمہیں پر چھوڑا جو فیصلہ کرو ہمیں منظور۔

اور بھی بہت سی باتیں ہیں۔ جو دیانندی لالٹین کی روشنی میں ہمیں نظر آئی ہیں۔ مگر نہ اتنا وقت ہے۔ اور نہ ہی یہ محدود صفات اس کے متحمل ہو سکتے ہیں۔ اس لئے آریہ سماج کے ایک اور دعویٰ کی پرکھ کرنے کے بعد اس مختصر سے مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ بقیہ مصالحہ جو اس سے بھی بڑھ کر دلچسپ اور عجیب ہے۔ کسی اور وقت پیش کرنے کا فخر حاصل کرینگے۔

ہاں آریہ سماج کا یہ دعوےٰ کہ وید میں نہایت ہی لطیف بلکہ الطف استعارات یا صنائع بدائع سے کام لیا ہے کہ اس کا مقابلہ اور کوئی بھی کتاب خواہ وہ بائبل ہو یا قرآن شریف یا زند اوستھا ہو نہیں کر سکتی۔ اسوقت ہمیں نہ بائبل سے سروکار ہے اور نہ ہی قرآن شریف کی فصاحت اور بلاغت کا ثبوت مدنظر۔ اسلئے اسجگہ محض ویدیوں کے ہی اس دعویٰ کو وید کی ہی کسوٹی پر اور سوامی دیانند کی لالٹین کی روشنی میں رگڑ کر پرکھینگے۔

پرکھنا کیا ہے۔ چند منتر پیش کئے دیتے ہیں۔ محقق مزاج اور علم دوست اصحاب خود فیصلہ کر لینگے کہ وید میں کیسے اعلیٰ پایہ کے استعارات و تشبیہات سے کیسے کام لیا گیا ہے۔

سُنئے احباب! وید کی فرمودہ تشبیہات۔

سؤر کی مانند راجہ — اے خاصکر سؤر کی مانند سونے (والے) و عمدہ سؤر کی مذمت کرنیوالے ..... دولتوں سے مالا مال میر مجلس (راجہ) راجن" (یجروید ۱۶/۵۲ تفسیر سوامی دیانند)

ماتا کی طرح بیوی — "ماں کی طرح (یا برابر) سکھ دینے والی بیوی الخ" (یجروید ۲۹/۴۰)

کیسی اچھی تشبیہ۔ سبحان اللہ!

اونٹ کی مانند بنئے — پیٹھ سے بوجھ اٹھانیوالے اونٹ کی طرح وکیس (بنئے) وغیرہ الخ" (یجروید ۱۴/۹)

فضل حسین مہاجر از قادیان

۷۸۶

احسانات مسیح موعودؑ

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ج وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ (پارہ ۴ النصف)

صاحبان! آپ میں سے کوئی شخص ایسا نہ ہو گا۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احسانات کے نیچے دبا ہوا نہ ہو گا۔ ایسا ہی میرے خیال میں آپ میں سے کوئی ایسا شخص بھی نہ ہو گا۔ جو اپنے اپنے رنگ میں حضرت مسیح موعود کے احسانات کو بہتر سے بہتر طریق سے بیان نہ کر سکتا ہو گا۔ اسلئے میں تو یہی کہوں گا۔ کہ مجھ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احسانات بیان نہیں ہو سکتے۔ مجھ میں اُن کے بیان کرنے کی طاقت نہیں اور میں انہیں بیان کرنے کا اہل نہیں ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعودؑ کے کسی خاص مقام۔ کسی خاص جگہ۔ کسی خاص علاقہ۔ کسی خاص ملک پر ہی احسان نہیں۔ شرق و غرب پر۔ شمال و جنوب پر۔ کالے و گورے پر۔ شاہ و گدا پر احسان ہیں۔ اور کوئی فرد دُنیا کا ایسا نہیں ہے۔ جو آپ کے احسانوں کے نیچے دبا ہوا نہ ہو۔ پھر ان بے شمار اور لاتعداد احسانوں کا بیان کرنا کس طرح ممکن ہے۔ اس لئے میں تو یہی کہوں گا:۔

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار گلچیں بہار تو ز داماں گلہ دارد

پھر کس احسان کو میں پہلے بیان کروں۔ اور کس کو بعد میں۔ کونسا احسان پہلے سناؤں اور کونسا پیچھے۔ کونسے احسان کو مُقدّم کروں۔ اور کونسے احسان کو مؤخر۔ جبکہ میری یہ حالت ہے کہ:۔

از فرق تا بہ قدم ہر کجا کہ مے نگرم کرشمۂ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا است

بہرحال چونکہ حضرت مسیح موعود کے احسانات بیان کرنا میرا فرض رکھا گیا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا ہے کہ میں مختصر بیان کروں۔ اسلئے مختصر طور پر کچھ عرض کرتا ہوں:۔

عیسائیوں پر ایک بہت بڑا احسان

ایک بہت بڑا احسان حضرت مسیح موعود کا دُنیا کی اس قوم پر ہے جو بہت بڑی ہے۔ اور جس کا دُنیا کے ایک کثیر حصہ پر قبضہ ہے وہ عیسائی قوم ہے۔ ممکن ہے کوئی عیسائی ہو۔ اور وہ کہے۔ کہ مرزا صاحب کا عیسائیوں پر کس طرح احسان ہو سکتا ہے۔ انہوں نے تو عیسائیت کی جڑ پر کلہاڑا رکھ دیا۔ اور عیسائیت کو اُکھیڑ کر پھینک دیا۔ پھر عیسائیوں پر ان کا کیا احسان ہُوا۔ مگر یہ صحیح ہے۔ یہ درست ہے۔ یہ صحیح ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے عیسائیوں پر احسان کیا ہے۔ اور بہت بڑا احسان کیا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے یورپ کی ساری اقوام پر۔ یورپ کے سارے بادشاہوں پر۔ یورپ کے سارے کلیسیاؤں پر احسان کیا ہے نہیں نہیں یہی نہیں۔ آپ نے اس وجود پر بھی احسان کیا ہے۔ جس کو عیسائیوں نے خدا کا درجہ دے رکھا ہے۔ وہ کیا احسان ہے؟ وہ یہ ہے کہ ایک ایسا خطرناک مسئلہ جس کو سنکر رُوح کانپ جائے۔ جسم تھرا جائے۔ اور حواس پراگندہ ہونے لگیں۔ وہ یہ ہے۔ کہ سارے یُورپ نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ مسیح (نعوذ باللہ) لعنتی ہُوا۔ اس پر انہیں فخر ہے۔ ناز ہے۔ مگر دیکھو مسیح موعود نے آکر کس قدر احسان کیا کہ بتایا۔ مسیح ملعون نہیں تھا۔ مسیح کو ملعون بنانے والے لعنت کا مفہوم ہی نہیں جانتے۔ ورنہ انہیں معلوم ہوتا کہ سیاہی اور سفیدی کا کیا تعلق؟ لعنت اور نبوت کا کیا جوڑ۔

تو حضرت مسیح موعودؑ نے آکر عیسائیوں کو بتایا کہ جس کو تم نجات دینے والا کہتے ہو۔ میں اُسکو بھی نجات دینے والا ہوں کہ لعنتی نہیں ہُوا۔ اور یہ یُونہی نہیں کہا۔ بلکہ دلائل سے۔ شواہد سے۔ اور حضرت مسیح کی قبر بتا کر کہا کہ جو تم سمجھے بیٹھے ہو۔ وہ صحیح نہیں ہے۔

یہ وہ احسان اور بڑا بھاری احسان ہے۔ جو حضرت مسیح موعودؑ نے عیسائیوں پر کیا۔ ممکن ہے۔ اب اس کا اعتراف نہ کیا جائے۔ اس کی قدر نہ کی جائے۔ اس کی حقیقت نہ سمجھی جائے مگر وہ دن آئے گا اور ضرور آئیگا۔ جبکہ اس کو ماننا پڑے گا اور کہا جائیگا۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ✤ اس سے بہتر غلام احمدؑ ہے

اور پتہ لگ جائیگا۔ کہ یہ وہ انسان ہے۔ جس نے ہمارے خداوند کو اتنے بڑے بہتان سے نجات دی ✤

مجھ میں ایسی طاقت نہیں ہے۔ اور لیاقت ہے۔ مگر میں کہتا ہوں۔ اگر میں یورپ پہنچتا تو یورپ کے شہروں میں۔ یورپ کے شہروں کے بازاروں اور گلیوں میں۔ پارکوں اور سیر گاہوں میں جاکر کہتا اور سناتا۔ کہ دیکھو تم پر مسیح موعودؑ نے کتنا بڑا احسان کیا۔ اسکی قدر کرو۔

عیسائیوں پر حضرت مسیح موعودؑ کے اور بھی بہت سے احسان ہیں۔ مگر مضمون طویل ہو جائیگا اور میں چاہتا ہوں کہ اوروں پر مسیح موعودؑ کے جو احسان ہیں۔ ان میں سے بھی کچھ بیان کروں۔

ہندوؤں پر احسانات مسلمان مانتے تھے۔ کہ قرآن کریم میں سب صداقتیں درج ہیں۔ مگر کسی نے ان کو بیان نہ کیا۔ اور نہ کوئی کر سکتا تھا۔ ہاں حضرت مسیح موعودؑ نے آکر ان کو پیش کیا۔ مثلاً یہ صداقت کہ کوئی قوم ایسی نہیں جسمیں نبی نہ آیا ہو۔ اس کو حضرت مسیح موعودؑ نے ہی پیش کیا۔ اور اس طرح تمام دنیا پر احسان کیا۔ دنیا نے سب نبیوں کو بھلا دیا تھا۔ مگر آپ نے آکر یاد دلایا۔ اور ایسے نبیوں کو زندہ کیا۔ جنھیں کوئی جانتا نہ تھا۔

ہندوستان میں سب سے بڑی قوم ہندوؤں کی قوم ہے۔ آپ نے اسپر بھی کتنا بڑا احسان کیا۔ ہندو مسلمانوں میں کیسی منافرت تھی۔ کیسی دشمنی اور عداوت تھی۔ کس قدر بغض اور کینہ تھا۔ کہ ایک دوسرے کی خوبیوں کا بھی اعتراف نہ کیا جاتا تھا۔ چہ جائیکہ کوئی یہ مانتا۔ کہ ہندوؤں میں بھی خدا کے نبی آئے ہیں۔ مگر مسیح موعودؑ نے آکر اس بات کو منوا دیا۔ مولویوں نے آپ کی اس بات کی بھی مخالفت کی۔ مگر دیکھو اب دنیا اس صداقت کو ماننے لگی ہے ✤

یہ مسیح موعودؑ کا احسان ہے کس پر ہندوؤں پر کہ آپ نے بتایا ہندوستان میں بھی نبی آئے۔ اور کرشنؑ بھی نبی تھے۔ اور اس بات کو منوا دیا۔ خدا میں سچ کہتا ہوں کوئی نہیں تھا۔ جو اس بات کو منوا سکتا۔ کیا ستیارتھ پرکاش منوا سکتی تھی۔ کہ کرشنؑ نبی

تھے۔ یا کوئی ہندو سیپکر اور لیکچرار منوا سکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ کوئی نہیں منوا سکتا تھا مگر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے منوا دیا۔ پہلے پہلے اس امر کی مخالفت کی گئی۔ اس کی وجہ سے کفر کے فتوے دئے گئے۔ چنانچہ مونگھیر کی مسجد کے مقدمہ میں یہ بات بھی پیش کی گئی۔ کہ چونکہ مرزائی کرشن ؑ کو نبی کہتے ہیں۔ اسلئے مسجد میں نہیں جا سکتے۔ مگر دوستو! اب گنگا الٹی بہنے لگی ہے۔ اب خود مسلمان ماننے لگ گئے ہیں۔ چنانچہ خواجہ حسن نظامی صاحب نے اور اور لوگوں نے حضرت کرشن ؑ کو نبی لکھا ہے۔ مگر میں کہتا ہوں خواہ وہ ہزار دفعہ لکھیں۔ پھر بھی مسیح موعود کی طرح کسی سے منوا نہیں سکتے۔ دوسروں سے منوا دینا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی کام تھا۔ یہ ہندو قوم پر کتنا بڑا احسان ہے ❊

سکھوں پر احسان

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اور بہت بڑا احسان ہے۔ اور وہ پنجاب کی ایک مشہور قوم پر ہے۔ پنجاب میں ایک قوم سکھ رہتی ہے۔ اس پر آپ نے احسان کیا ہے۔ اس کو آپ نے بتایا ہے۔ کہ حضرت بابا نانک ایک پاکباز سچے اور ولی اللہ تھے۔

اب جبکہ میں قادیان آ رہا تھا۔ راستہ میں مجھے ایک سکھ ملا۔ اُس نے پوچھا کہ مرزا صاحب نے کیا کیا۔ میں نے اُسے کہا۔ مرزا صاحب نے خاص تمہارے لئے جو کچھ کیا ہے۔ وہ ایسا ہے کہ تمہارے کالج۔ تمہارے سکول۔ تمہارے لیکچرار سب مِلکر بھی وہ نہیں کر سکتے تھے اور وہ یہ کہ حضرت مرزا صاحب نے مسلمانوں کے دلوں میں بابا صاحب کی عزت بٹھا دی ہے یہ سُنکر وہ خاموش ہو گیا ❊

دُنیا کی ہر ایک قوم پر احسان

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر قوم پر احسان کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ ایک کھوئی ہوئی چیز ایک گم شدہ نعمت تھی۔ جو کسی کو نہ ملتی تھی۔ مگر آپ نے آکر سب کے سامنے پیش کر دی۔ یعنی ایک قادر و توانا۔ علیم و خبیر۔ رحیم و کریم۔ غفور و رحیم ہستی کا پتہ بتا دیا ہے۔ آپ کی بعثت سے قبل اور اب بھی وہ دنیا جو آپ کے جھنڈے کے نیچے تا حال نہیں آئی

خدا کو مانتی تھی۔ مگر دوستو! حقیقی خدا کو نہیں مانتی تھی۔ نہ عرب کے لوگ مانتے تھے نہ بغداد کے۔ نہ یورپ کے۔ نہ امریکہ کے۔ ان کا خدا گونگا۔ بہرہ۔ اور بے طاقت بلکہ مُردہ خدا تھا۔ مگر حضرت مسیح نے آکر زندہ خدا دکھا دیا جو اپنے بندوں سے بولتا۔ اپنے بندوں سے باتیں کرتا۔ اپنے بندوں کی دُعائیں سُنتا ہے۔ اِسی لئے آپ نے کہا ؎

آں خدائیکہ از و اہل جہاں بے خبر اند
بر من او جلوہ نمود است گر اہی بپذیر

وہ خدا جس کو دُنیا نہیں جانتی تھی۔ اس نے مجھ پر تجلی کی۔ اسکو ماننے۔ تو کامل خدا کسی کے پاس نہ تھا ؎

آپ کے علمی احسانات

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دُنیا پر اور بھی کئی طرح کے احسان ہیں۔ اب مَیں آپ کے علمی احسانات میں سے کچھ بیان کرتا ہوں

قرآن دُنیا میں موجود تھا۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ ایک طرح پر نہیں بھی تھا۔ لا یبقیٰ من القرآن الا رسمہ ولا یبقیٰ من الاسلام الا رسمہ

قرآن مجید سے مُسلمانوں کو دلچسپی پیدا کرادی

آپ قرآن کو ثُریا سے لائے۔ اور آپ نے آکر نہ صرف احمدیوں کو قرآن پڑھایا۔ بلکہ غیر احمدیوں کو بھی پڑھایا۔ کیونکہ جب احمدی ان سے قرآن کو پیش کر کے بات کرتے ہیں تو ان کو بھی ضرورت پیش آتی ہے۔ کہ قرآن کھولیں۔ تو یہ غیر احمدیوں پر بھی حضرت مسیح موعود نے احسان کیا کہ ان کو احمدیوں کے مقابلہ میں لازماً قرآن پڑھنا پڑتا ہے۔

ایک عرب کا آدمی مجھ سے ملا۔ اس سے باتیں ہونے لگیں۔ وفات مسیح پر گفتگو تھی۔ اور یا عیسیٰ اِنّی متوفیک الخ کی آیت اسے تلاش کرنا تھی۔ اس نے قرآن لیکر بہت کوشش کی۔ مگر نہ ملی۔ وہ عربی دان تھا۔ عربی اس کی مادری زبان تھی۔ عرب میں وہ پلا تھا۔ مگر اسے آیت نہ ملی۔ اور مَیں نے اُسے نکالکر دی۔ جس سے معلوم ہُوا کہ اُس نے کبھی قرآن کو پڑھا ہی نہ تھا۔ مگر اسوقت اسے بھی پڑھنے کی ضرورت پیش آئی۔

تو قرآن سے دلچسپی سب کو پیدا ہو گئی ہے خواہ کسی طرح ہی سہی۔ اور اب تو مسٹر گاندھی کا

ایجاد کردہ "ترک موالات" بھی اسی سے نکالنے لگ گئے ہیں ؂

حقطعات کی حقیقت بتائی

پھر قرآن کے حروف مقطعات ایک ایسا راز سربستہ تھا۔ جسے کوئی نہ جانتا تھا۔ حضرت مسیح موعود نے بتایا کہ ان کا کیا مطلب ہے ؂

قرآنی قسموں کی فلاسفی سمجھائی

پھر قرآن میں سورج اور چاند اور دوسری چیزوں کی قسمیں کھائی گئی ہیں۔ مسلمان ان کا مطلب نہیں بتا سکتے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود کا یہ احسان ہے۔ کہ آپ نے ان کے معارف اور فلاسفی بیان فرمائی۔ اور اس شان کی بیان فرمائی۔ کہ جو آپ کے مخالف ہیں وہ بھی اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں ؂

ابوالکلام اور ثناء اللہ کی زلہ ربائی۔

غیر احمدیوں میں سب سے زیادہ قرآن جاننے کا دعویٰ کرنے اور قرآن سے استدلال کرنے والے مولوی ابوالکلام ہیں وہ ایک جگہ قسم کی فلاسفی بیان کرتے ہیں۔ اور اس طرح بیان کرتے ہیں کہ گویا خود ان کے کاوش فکر کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے "اسلامی اصول کی فلاسفی" اور "آئینہ کمالات اسلام" میں اسے بیان کیا ہے۔

مولوی ابوالکلام البلاغ نمبر ۵۔ ۶ و ۱۲ جلد ۱ میں فخریہ لکھتے ہیں :۔

"قسم کے معنی شہادت کے ہیں اور دلالت کے ہیں۔ وہ ایک شاہد ہے جو کہ اپنے مابعد کے دعویٰ کے لئے پیش کیا ہے۔ قسم کا مقصد استشہاد ہوتا ہے۔ ہم خدا کی قسم کھاتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ خدا شاہد ہے کہ ہم نے جھوٹ نہ بولا سورہ والفجر میں ھل فی ذالک قسم لذی حجر۔ یعنی ان چیزوں میں صاحب عقل کے لئے بڑی بڑی شہادت ہے۔ منافقین کہتے ہیں۔ انک لرسول اللہ۔ اللہ نے ان کی تکذیب کی اور کہا اتخذوا ایمانھم جنۃ پس خود خدا نے خود ہی شہادت کو قسم سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن چونکہ عوام مفسرین و متاخرین نے اس حقیقت پر غور نہیں کیا۔ اسلئے وہ اس

دھوکے میں پڑ گئے۔ کہ قسم ان چیزوں کی کھائی جاتی ہے۔ جنمیں بڑائی اور عظمت ہو۔ اسلئے تمام قسموں میں صرف عظمت کو ہی تلاش کرتے ہیں۔ امام رازی گو فرماتے ہیں کہ قسم ایک طرح کی دلیل ہے۔ لیکن چونکہ اصل حقیقت سے پوری طرح متاثر نہیں۔ اسلئے غلطی کو شروع کر دیتے ہیں۔"

دیکھو۔ حضرت مسیح موعود کی بیان کردہ فلاسفی کو کس جرأت اور دلیری سے اپنے دماغ کا نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ اور سب مفسرین و متاخرین پر اپنا فخر جتایا گیا ہے۔

اسی طرح مولوی ثناء اللہ نے قسم کی فلاسفی کو جو حضرت مسیح موعود نے بیان کی ہے۔ اپنی کتاب "ترک اسلام" میں لیا ہے۔

آپنے دعا کا فلسفہ بیان فرمایا

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا کا فلسفہ بیان کیا۔ اس مسئلہ پر کس قدر اعتراض ہوئے تھے۔ خود مسلمان کہلانیوالے اس کے منکر ہو گئے تھے۔ سرسید جیسے لوگوں نے اسپر اعتراض کیئے مگر آپ نے نہ صرف اس کی فلاسفی بیان فرمائی۔ بلکہ مشاہدہ کرا دیا اور دکھا دیا کہ یہ دعا ہوتی ہے ؛

دعا کی فلاسفی کا سرقہ

آپ کی بیان فرمودہ دعا کی فلاسفی کا بھی مخالفوں نے سرقہ کیا ہے اور لفظ بلفظ سرقہ کیا۔ چنانچہ گوجرات سے ایک رسالہ "حکمت" نکلتا تھا۔ اس کے نمبر ۲ میں ایک شخص قمر الدین صاحب نے دعا کے متعلق ایک مضمون لکھا۔ جو حضرت مسیح موعود کی کتاب ایام الصلح کے صفحہ ۲ سے لیا ہوا تھا۔ اور جو یہ ہے کہ:

"دنیا میں کوئی ایسا انسان نہیں۔ جو مشکل کے وقت غور اور فکر اور توجہ سے کام نہ لیتا ہو۔ گویا وہ بڑی عاجزی سے ایک غیب کی طاقت سے روشنی تلاش کرتا ہے۔ درحقیقت ہماری وہ حالت ایک دعا کی حالت ہوتی ہے۔ ہمارا سوچنا ہمارا فکر کرنا۔ اور ہمارا طلب امر مخفی کے لئے خیال دوڑانا یہ سب امور دعا ہی میں داخل ہیں۔ صرف فرق یہ ہے۔ کہ عارفوں کی دعا آداب معرفت کے ساتھ وابستہ ہوتی ہے۔ اور ان کی روح مبدء فیض کو شناخت کر کے بصیرت کے ساتھ

اس کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہے۔ اور محجوبوں کی دُعا صرف ایک سرگردانی ہے۔ جو فکر اور غور اور طلب اسباب کے رنگ میں ہوتی ہے۔ وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ سے ربط معرفت نہیں۔ اور نہ اسپر یقین ہے۔ وہ بھی فکر اور غور کے وسیلے سے بھی چاہتے ہیں کہ کوئی بات کامیابی کی (یہاں کتاب ایام الصلح میں "کامیابی کی بات" ہے) ان کے دل میں پڑ جائے۔"

دوزخ و جنت کی حقیقت بتائی

پھر حضرت مرزا صاحب نے دوزخ اور جنت کی فلاسفی بیان فرمائی دُنیا واقف نہ تھی۔ جانتی نہ تھی۔ اور مولویوں نے بہشت و دوزخ جس طرز کا بنا رکھا تھا۔ اُس کو یُورپ کے سامنے پیش کرنا اور وہاں کے لوگوں سے منوانا تو بڑی بات تھی۔ ذرا سکول کے لونڈوں سے ہی منوا دیتا انھوں نے بہشت و دوزخ کا ایسا نقشہ پیش کیا۔ کہ جو سوائے مضحکہ خیز ہونے کے اور کچھ نہیں۔ مگر حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا پیش کیا کہ کوئی معقول پسند انسان اسپر اعتراض نہیں کر سکتا۔

بہشت اور دوزخ کی فلاسفی بھی میں نے البلاغ میں دیکھی۔ جو حضرت مسیح موعودؑ سے ہی لی ہوئی تھی ؂

فرشتوں کی حقیقت بتائی

پھر لوگ فرشتوں کا انکار کر بیٹھے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود نے ان کی حقیقت بتائی۔ اور اب ممکن ہے کہ آپ میں سے بھی بہتوں کا تعلق فرشتوں سے ہُوا ہو۔ یہ بھی حضرت مسیح موعود ہی کے طفیل ہے۔ کیونکہ اس زمانہ کے علماء کے فرشتوں کے تو پر کٹے ہوئے تھے۔ وہ نہ کسی کے پاس آسکتے تھے۔ اور نہ کسی سے تعلق رکھ سکتے تھے۔ ان کے نزدیک شیطان کی ذریت تو آسکتی تھی۔ اور لوگوں کو گمراہ کر سکتی تھی۔ مگر فرشتے نہیں آسکتے تھے۔ گویا ان کی طاقت زائل ہو چکی تھی۔ کیا ایسے نکمے اور پنشن یافتہ فرشتے اس زمانہ کے علماء لوگوں سے منوا سکتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرشتوں کو اصلی رنگ میں پیش کیا۔ اور ان فرشتوں کو پیش کیا۔ جو نبیوں کے پاس آتے تھے۔ اور ان کی فلاسفی اور حقیقت بیان فرمائی۔

الہامی کتاب جو دعویٰ کرے اسکی دلیل بھی دے

پھر علم کلام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا اضافہ کیا کہ جو دنیا میں نہیں پایا جاتا تھا۔ اور وہ یہ کہ الہامی کتاب وہی ہونی چاہیئے۔ جو خود دعویٰ کرے۔ اور خود ہی دلیل بھی دے۔ یہ نہیں کہ ایک دعویٰ تو کتاب میں موجود ہو۔ اور اس کے دلائل کتاب کے ماننے والے دیں۔ اس مقابلہ میں دنیا کا کوئی مذہب اسلام کے سامنے نہیں آسکتا ؛

ثناء اللہ نے اس سے فائدہ اُٹھایا

اس بات سے بھی ہمارے مخالفین فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ اور تو اور ثناء اللہ جیسا مخالف بھی اس اصل کو لیتا ہے۔ اور آریوں کے مقابلہ میں اپنے رسالہ جس کا نام الہامی کتاب ہے کے صفحہ ۲ پر لکھتا ہے:۔

"الہامی کتاب کے لئے میرے نزدیک ضروری ہے۔ بلکہ کل اہل الرائے کے نزدیک ضروری ہے۔ کہ جس کتاب کو ہم الہامی کہیں۔ اس نے خود بھی دعویٰ کیا ہو۔ اور اس کے لانیوالے یا دوسرے لفظوں میں ملہم کے حالات معلوم ہوں۔ پس کون نہیں جانتا کہ جب تک مدعی دعویٰ نہ کرے۔ گواہ کسی کام کا نہیں"

پھر صفحہ ۱۳ پر لکھتا ہے:۔

"قرآن وید اور بائبل کی طرح چُپ چاپ نہیں کہ معتقدین مقبول شخصے پیراں نے پرند مُریداں مے پرانند"

عرش کی حقیقت واضح کی

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرش کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ مخالفین کی طرف سے اس کے متعلق ایسے اعتراض ہوتے تھے۔ کہ مسلمان کہلانیوالے ان کا کوئی جواب نہ دے سکتے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود نے عرش کی حقیقت بیان کر کے ان کو خاموش کر دیا اور بتایا کہ عرش مخلوق ہے۔ اور اس سے مُراد خدا تعالیٰ کی حکومت ہے

ثناء اللہ نے اس سے بھی فائدہ اُٹھایا

چنانچہ ثناء اللہ اپنے مخالفوں کو جواب دیتے ہوئے اپنے رسالہ کلام المبین میں لکھتا ہے:۔

رد افسوس یہ ہے کہ اگر آپ کے نزدیک عرش کے مخلوق ہونے کا ثبوت ایسا ہی قطعی ہے۔ تو آپ مرزائے قادیانی کو کیوں نہیں دکھاتے۔ جس نے اشتہار دیا ہوا ہے۔ کہ جو مجھ کو عرش کا مجسم ہونا ثابت کر دے۔ ایک ہزار مجھ سے انعام لے کیا میں ہی آپ کے پنجۂ ظلم کا مشق ہوں۔"

آپ نے ثابت کیا کہ عربی ام الالسنہ ہے

پھر زبان کی قدامت اور ام الالسنہ پر جب آریوں وغیرہ سے مسلمانوں کی گفتگو ہوتی۔ تو بغلیں جھانکنے لگتے۔ اور عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کا ثبوت نہ دے سکتے۔ مگر حضرت مسیح موعود نے ثابت کر دیا کہ عربی زبان ہی ام الالسنہ ہے۔

ثناء اللہ اس سے بھی فائدہ اٹھاتا ہے

لیکن چونکہ حضرت مرزا صاحب نے عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے کے متعلق جو کتاب منن الرحمٰن لکھی تھی۔ وہ شایع نہیں ہوئی تھی۔ اسلئے اس کا سرقہ کر کے خود جواب تو نہیں دے سکا۔ البتہ آریہ کو کہتا ہے:-

"آپ نے جو عربی زبان کے متعلق طول طویل تقریر کی ہے۔ میرے مضمون سے خارج ہے اسلئے میں اس کا جواب دینا اپنا فرض نہیں سمجھتا۔ اس کا جواب لینا ہو۔ تو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی کتاب منن الرحمٰن ملاحظہ کریں۔"

ان الفاظ کو دیکھو۔ ان سے ظاہر ہے۔ کہ کس طرح مولوی ثناء اللہ حضرت مسیح موعودؑ کی باتوں کا سرقہ کرنے کے لئے تیار رہتا تھا۔

حضور کا اردو زبان پر احسان

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اردو زبان پر احسان کیا اور اس میں ایسے الفاظ داخل فرمائے۔ جن کو دنیا آپ سے پہلے جانتی نہ تھی۔ چنانچہ زندہ کتاب۔ زندہ خدا۔ زندہ زبان۔ زندہ رسول۔ زندہ مذہب۔ بیسیوں ایسے الفاظ ہیں۔ جو تم کسی کتاب میں نہ پاؤ گے۔ جو مسیح موعود سے پہلے استعمال کئے گئے ہوں۔ یہ حضرت مسیح موعود نے ہی استعمال کئے۔ اور اب مخالفین بھی کرنے لگے ہیں۔

بڑے بڑے زبان دان آپ کا تتبع کرتے ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کشتی نوح میں ایک عبارت

لکھتے ہیں۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ تمہارے اندر سے ایمان اس طرح پرواز کر گیا۔ جس طرح کبوتر گھونسلے سے۔

یہ محاورہ مجھے بہت ہی پسند آیا۔ اور میں اس ٹوہ میں لگ گیا کہ دیکھوں کسی نے اسے چرایا ہے یا نہیں۔ آخر پتہ لگا کہ ابوالکلام صاحب البلاغ جلد ۱ نمبر ۱ میں اراکین علی گڈھ کالج کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں :-

"افسوس! تمہارے دل سے خوف خدا اس طرح نکل گیا۔ جس طرح کبوتر اپنے گھونسلے سے اڑ جاتا ہے"

اب حال ہی میں یہی محاورہ ایک اردو کے روزانہ اخبار میں جس کا نام "زمانہ" ہے۔ اور جو کلکتہ سے نکلتا ہے۔ اس میں استعمال کیا گیا ہے۔

تو اردو زبان پر حضرت مسیح موعود نے اس قدر احسان کیا ہے کہ اور کوئی کیا کریگا اردو زبان حضرت مسیح موعود کے ذریعہ ایک زندہ زبان ہو گئی ہے۔ اور دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو اسے مٹا سکے۔ کوئی انجمن کوئی کمیٹی اور کوئی سوسائٹی اردو کو ترقی دینے کے لئے حضرت مسیح موعود کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں کر سکتی۔ آپ نے اردو میں کتابیں لکھی ہیں۔ اور اب جس ملک جس علاقہ جس قوم جس زبان کا بھی کوئی شخص آپ کو مانیگا۔ اسے آپ کی تعلیم سے بہرہ اندوز ہونے کے لئے اردو زبان سیکھنا ہوگی۔ اور اس طرح یہ زبان دن بدن ترقی کرتی جائیگی۔ وہ لوگ جو اردو کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔ انہیں چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت میں داخل ہو جائیں۔

یہ بتایا کہ سلسلۂ الہام تا یوم القیام جاری ہے

پھر اس زمانہ میں اس حقیقت کو حضرت مسیح موعود نے ہی پیش کیا ہے کہ خدا بولنے والا ہے۔ گونگا نہیں۔ اب اس کو ہندوستان کے لوگ تو الگ رہے۔ غیر ممالک کے لوگ بھی مان رہے ہیں۔

چنانچہ ایک انگریز رسالہ لنڈن کوارٹرلی ریویو میں لکھتا ہے :-

"ملاکی نبی آخری نبی نہیں تھا اور نہ یوحنا آخری رسول تھا۔ اور ہم اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ بائبل خدا کا آخری کلام نہیں۔ خدا گونگا نہیں کہ بائبل کے بعد

اس نے کلام کرنا چھوڑ دیا۔"

مسائل مختلف فیہا کا بہترین فیصلہ کیا

حضرت مسیح موعود سے پہلے یہ کون مانتا تھا۔ مگر اب دیکھو یورپ والے اور ان کے پادری یہ کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے ان کے مذہب کی جڑ کٹ جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود نے پھر مذہبی مسائل کے اختلافات کو دور کر کے حضرت مسیح موعود نے مسلمانوں پر احسان کیا ہے۔ دجال کے متعلق کیا کیا نقشے بنائے گئے تھے۔ اور کیا کیا دور از عقل و فکر باتیں گھڑی گئی تھیں حضرت مسیح موعود نے ان سب کو رد کیا اور اصل دجال بتایا۔

لوگ ہنستے ہیں کہ احمدی ریل کو دجال کا گدھا کہتے ہیں۔ مگر ان سے کہو۔ ذرا اپنے دجال کے گدھے کو یورپ میں دوڑا کے تو دکھاؤ۔

اسی طرح یاجوج ماجوج کی حقیقت بیان فرمائی۔ اسی طرح وفات مسیح کا مسئلہ پیش کر کے مسلمانوں پر احسان کیا۔

مسئلہ نبوت بعد خاتم النبیین سلجھا دیا

اسی طرح مسئلہ نبوت کی حقیقت بیان کی گئی۔ لوگ نبوت سے اس طرح ڈرتے تھے۔ جس طرح زہر سے۔ اور دنیا نے نبوت کو زہر کا پیالہ سمجھا ہوا تھا۔ مگر آپ نے بتایا یہ زہر نہیں بلکہ آب زلال ہے۔ لعنت نہیں رحمت ہے۔ مصیبت نہیں نعمت ہے۔ گو ابھی تک دنیا اس کو ماننے کے لئے تیار نہیں۔ مگر وہ وقت آئیگا۔ اور ضرور آئے گا۔ جبکہ مانینگی۔

امت محمدیہ کو خیر الامم ثابت کیا

پھر قومی طور پر مسلمانوں پر حضرت مسیح موعود نے یہ احسان کیا کہ ہر قوم اپنی بزرگی اور برتری چاہتی تھی۔ اور کہتی تھی کہ آخری آنے والا ہم میں سے آئے۔ اس میدان مقابلہ میں حضرت مسیح موعود نے امت محمدیہ میں سے آکر سب پر مسلمانوں کی برتری ثابت کر دی۔ اور بتا دیا کہ اب نئے قوم کوئی عیسائیت میں سے آئے گا۔ نہ کسی اور مذہب سے۔ اگرچہ اسوقت مسلمان اس احسان کو محسوس نہیں کر رہے۔ مگر آہستہ آہستہ وقت آئیگا۔ جب انہیں اس کی قدر و قیمت معلوم ہو گی۔ اور دنیا کا قاعدہ ہے۔ کہ بعد میں ہی مانا کرتی ہے۔ مگر ایسے طریق پر جو الٹا ہوتا ہے۔

ضرورت نے ایک مشرک کو مہدی کا درجہ دلایا

اسی وقت دیکھو۔ مسلمانوں نے حضرت مسیح موعود کا تو انکار کیا جو خدا کے سچے مرسل تھے۔ مگر ضروریات کے ہاتھ نے ان کی ایسی گردن دبائی۔ کہ وہ ایک مشرک کو مہدی کا درجہ دینے لگ گئے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے عین وقت پر جو مہدی آیا تھا۔ اس کا تو انکار کیا اور کہدیا کہ ہمیں کسی مصلح کی ضرورت نہیں ہے۔ مگر چونکہ ضرورت ایسی زبردست تھی کہ ان کے انکار سے دبی نہیں رہ سکتی تھی اسلئے کبھی انہوں نے کسی کی طرف دیکھا۔ اور کبھی کسی کی طرف۔ کبھی ٹرپلی کی طرف منہ کئے رکھا کہ شیخ سنوسی آجائے۔ کبھی کبھی نوجوان ترک پر نظر رکھی اور آج اس کو مہدی مان رہے ہیں۔ جس کو سب جانتے ہیں۔ اور میں نے اپنے کانوں سے بمبئی میں سنا کہ مہدی گاندھی ہے۔

حضور کی طفیل مشرق مغرب کا محسن بن گیا

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یورپ پر احسان کیا ہے۔ کہ یہاں سے مبلغ جاتے اور وہاں تبلیغ کرتے ہیں۔ اور دیکھو گنگا کس طرح الٹی بہنے لگی۔ اور لوگ تو ہندوستان سے یورپ تہذیب اور علم سیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔ مگر اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے شاگرد ان کو تہذیب اور علم سکھانے کے لئے جاتے ہیں۔ یہ کس قدر عظیم الشان ملکی احسان ہے۔ حضرت مسیح موعود کا۔ کہ اب ہندوستان یورپ کا شاگرد نہیں ہوگا۔ بلکہ استاد ہوگا یہ آپ لوگوں نے ہی ہوا پلٹ دی ہے۔ اور کوئی یہ کام کر نہیں سکتا ؛

احمدی جماعت پر احسانات

اب میں اپنی جماعت کو مخاطب کرتا ہوں۔ غیروں کو جانے دو۔ تم خود بتاؤ تم پر حضرت مسیح موعود نے کتنے احسان کئے ہیں۔ کیا تم ایسی قوم میں سے نہیں تھے۔ جو بالکل گری ہوئی تھی۔ اور اب تم کو مسیح موعود نے کس قدر اونچا کیا۔ خدا اتنا اونچا کیا کہ جس طرح ہمالیہ کی چوٹی پر کھڑے ہونے والے کو زمین پر چلنے والے رینگتے ہوئے کیڑے معلوم ہوتے ہیں۔ ایسا ہی تمہاری نظریں وہ لوگ ہیں۔ جو اس مقام پر نہیں۔ جہاں تم کھڑے ہو۔ مگر یہ مرتبہ یہ علو یہ رفعت تمہیں کس کے طفیل حاصل ہوئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے طفیل۔ یہ تم پر حضرت مسیح موعود کا ایسا احسان ہے کہ تم کبھی دب نہیں سکتے۔ کسی سے ڈر نہیں سکتے۔ کیونکہ تم میں وہ جوہر وہ قوت وہ طاقت پیدا ہوگئی

ہے۔ کہ اگر توپ کے سامنے رکھا جائے۔ تو بھی تم اضطراب ظاہر کروگے۔ یہ نفس مطمئنہ جو تمہارے پاس ہے۔ بہت بڑا احسان ہے۔ دیکھو دنیا کس طرح ہل رہی ہے۔ کیسے چکر کھا رہی ہے۔ کیونکہ زیروزبر ہو رہی ہے۔ مگر تم کیسے امن میں ہو۔ زمین کی ہر ایک چیز ہلا دی گئی ہے۔ مگر احمدی ہیں کہ ہلتے نہیں۔ کیونکہ مسیح موعود کا ان پر احسان ہے کہ ان کو ایسی مضبوط چٹان بنا دیا ہے۔ جو کسی طرح ہل نہیں سکتی۔ آج دنیا ساری عزت اور وجاہت حاصل کرلے۔ اور سب سے زیادہ مرغوب چیز سوراجیہ پالے۔ اس کا کیا نتیجہ ہوگا یہی کہ زمین اپنی بنالیگی۔ مگر مسیح موعود نے تمہارے لئے کیا کیا۔ آسمان تم کو دیدیا آسمان کی سیلف گورنمنٹ دیدی۔ اور جب آسمانی حکومت ہمارے ساتھ ہوگی تو پھر یہ پیروں سے روندی جانے والی زمین کہاں بھاگ کر جاسکتی ہے۔ یہ تو ہمارے پیروں کے نیچے ہے۔ دنیا بہت کوشش کر رہی ہے۔ اور اپنی ساری طاقت اور قوت صرف کر رہی ہے۔ مگر کیا کریگی۔ یہی کہ ہمارے پیروں تلے کی زمین حاصل کرلیگی۔ لیکن آسمانی حکومت ہمارے ساتھ ہے۔ اور جو کچھ ہوتا ہے۔ آسمان پر ہی ہوتا ہے۔ پھر ہم سے زیادہ کیا دنیا حاصل کرسکتی ہے۔

پھر مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں ان بے ملک فرعونوں سے بچایا۔ اور ہم ان کی بیڑیوں اور پھندوں سے نکل آئے۔ جنمیں عوام جکڑے ہوئے ہیں۔ ہمیں ان پھندوں سے نکالنے کیلئے حضرت مسیح موعود نے کس قدر تکلیفیں اٹھائیں۔ کتنی گالیاں سنیں۔ کتنے طعنے سہے۔ آجکل لوگ اٹھتے ہیں۔ مگر اسلئے کہ لیڈر بنیں۔ اور لوگ ان پر پھولوں کی بارش کریں لیکن ہمارا لیڈر پھولوں کی بارش میں نہیں۔ پتھروں کی بوچھاڑ میں آیا۔ اور ایسی خطرناک حالت میں اس نے ہم کو بیڑیوں سے آزاد کیا۔ دنیا کے لیڈر چونکہ لوگوں کی خواہشات کے مطابق چلتے ہیں۔ اسلئے ہاتھوں ہاتھ لئے جاتے ہیں لیکن مسیح موعود نے لوگوں کی خواہشات کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس لئے لوگ آپ کے خلاف ہو گئے۔ یہ فرق ہے۔ آپ میں اور آجکل کے لیڈروں میں ۔

پھر حضرت مسیح موعود نے ایک اور بہت بڑا احسان تم پر کیا۔ اور وہ یہ کہ تمہارے

لئے محمود جیسا جانشین چھوڑا۔ غیر مبایعین سے میری کئی دفعہ باتیں ہوئی ہیں بعض ان میں سے سخت بدزبان ہیں۔ ایسے ہی ایک شخص نے کہا کہ میاں صاحب پولوس ہیں۔ میں نے کہا۔ اگر پولوس سے ہی کسی کی مماثلت تلاش کرنی ہے۔ تو بتاؤ پولوس حضرت مسیح کا بیٹا تھا یا مریدوں میں سے۔ اب بھی اگر کوئی پولوس ہو سکتا ہے۔ تو حضرت مسیح موعود کے مریدوں میں سے ہی ہو گا۔ پھر پولوس اسرائیلی تھا۔ اسلئے اب بھی پولوس اسی نسل سے ہونا چاہیئے۔ جو کشمیر میں بھی آئی۔ پس اگر تمہیں پولوس تلاش کرنا ہو تو پیغام بلڈنگس میں تلاش کرو۔ وہاں سے تمہیں مل جائے گا۔

میں تو کہتا ہوں۔ اگر کوئی ایسا بیٹا جیسا کہ مسیح موعود کا ہے۔ حضرت مسیح کا ہوتا۔ تو ان کی جماعت پولوسی فتنہ سے بچ جاتی۔ ہمیں مسیح موعود کے بیٹے کے ذریعہ ہی خدا تعالیٰ نے پولوسی فتنہ سے بچایا ہے۔ پولوس ہماری طرف ہاتھ بڑھا رہا تھا۔ مگر خدا نے مسیح موعود کے بیٹے کو جلد جلد بڑھایا۔ تاکہ اس کے ہاتھ توڑ دے۔ اور ہم کو بچالے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ کہ آپ نے ہمیں ایسا جانشین دیا۔ جس نے ہمیں پولوسی فتنہ سے بچالیا ؂

پھر پیغامی نے کہا۔ یہ نوحؑ کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا نادان! یہ تو مسیح موعود کی دعاؤں سے پیدا ہوا ہے۔ کیا نوح کا بیٹا بھی اسی طرح پیدا ہوا تھا۔ پھر میں نے کہا۔ نوحؑ کا بیٹا تو وہ تھا۔ جو ان کی کشتی میں نہیں سوار ہوا تھا۔ اور غرق ہو گیا تھا۔ مگر مسیح موعود کے اس بیٹے نے تو مسیح موعود کی کشتی کو سنبھالا۔ یہ تو نوحؑ کے ان دوسرے بیٹوں کی طرح ہے۔ جن سے دنیا آباد ہوئی۔

پھر مولوی محمد علی نے اپنے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ڈوبنے والا حضرت نوحؑ کا بیٹا نہیں تھا۔ ان کی بیوی کا بیٹا تھا۔ اب دیکھو۔ مسیح موعودؑ نے کس کو بیٹے کی طرح پیار کیا۔ اور کس کو اپنی چار دیواری میں رکھا۔ جاننے والے اسے جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ مسیح موعود کی چار دیواری چھوڑ کر نکل گیا۔ اور اب مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کو (نعوذ باللہ) برباد کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ سعدیؒ نے حضرت نوحؑ کے بیٹے

کے متعلق کہا ہے:۔

صحبت یاراں بہ نشست و خاندان نبوت گم کرد

اب دیکھ لو نبوت کو برباد کرنیوالا کون ہے تو یہ بھی حضرت مسیح موعود کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے کہ آپ نے ہمیں ایسا جانشین دیا۔ جس نے ہمیں بچالیا۔ اگر وہ لوگ کامیاب ہو جاتے۔ تو کل احمدی جماعت کی بھی حالت ایسی ہی ہوتی۔ جیسی اور لوگوں کی ہو رہی ہے۔ اب لوگ کہتے ہیں کہ احمدی عجیب ہیں۔ دُنیا تباہ ہو رہی ہے۔ مگر یہ خوشیاں منا رہے ہیں ہم کہتے ہیں۔ ہم کیوں خوشیاں نہ منائیں۔ ہمیں مسیح موعود نے ایسی جگہ کھڑا کر دیا ہے کہ ہم دُنیا کے تغیرات اور حوادث سے غم کھا ہی نہیں سکتے۔ لوگ کہتے ہیں کہ اسلام مٹ رہا ہے ہم کہتے ہیں۔ مٹ کہاں رہا ہے۔ نئے خوشے نکل رہے ہیں ؎

پھر حضرت مسیح موعود نے عبادت کے متعلق ہم پر احسان کیا ہے۔ سچ بتاؤ۔ نمازوں میں تم نے کبھی ایسے سجدے کئے تھے۔ جیسے احمدی ہو کر کرتے ہو۔ ہرگز نہیں۔ یہ نعمت تمہیں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہی حاصل ہوئی ہے۔ مسیح موعودؑ نے تمہیں ایسی نماز پڑھائی۔ جو اس سے قبل تم نے ساری زندگی میں نہ پڑھی تھی۔ اسوقت تم نماز پڑھتے تھے۔ مگر زمین کہتی تھی۔ ؎

بزمیں چو سجدہ کردم ز زمیں ندا بر آمد
کہ مرا خراب کردی تو ز سجدۂ ریائی

مگر اب دیکھو تمہاری کیا حالت ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں وہ قرآن دیا۔ جو پہلے نہیں تھا۔ پھر تم غیر احمدیوں سے کہہ سکتے ہو کہ ہمارے محمدؐ وہ نہیں جو تمہارے ہیں۔ بلکہ وہ ہیں۔ جو ہمیں مرزا نے دیئے۔ وہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سخی ہیں۔ وہ نبوت بانٹنے والے ہیں نہ کہ نبوت کے دروازہ کو بند کرنے والے ؎

گورنمنٹ پر احسان

اب میں گورنمنٹ کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اور علی الاعلان کہتا ہوں کہ گورنمنٹ پر حضرت مرزا صاحب نے زبردست

احسان کیا ہے۔ ہمارے سینوں میں بھی دل تھے۔ ہم بھی دماغ رکھتے تھے۔ ہم میں بھی عقل تھی۔ آجکل کے لیڈروں کے لیکچر سن کر ہمارے دل بھی بدل سکتے تھے۔ ہمارے دماغ بھی پلٹ سکتے تھے۔ ہماری عقل بھی چکرا سکتی تھی۔ مگر یہ مسیح موعود کا ہی احسان ہے کہ آج ہم اسجگہ جمع نہیں ہیں۔ جہاں گورنمنٹ کے مخالف لوگ جمع ہیں۔ بلکہ اس جگہ جمع ہیں۔ جہاں گورنمنٹ کی کوئی مخالفت کرنیوالا نہیں ہے۔ ہمیں گورنمنٹ نے اپنا وفادار بنانے کے لئے کوئی تنخواہ دی ہے؟ کوئی انعام دیا ہے؟ کوئی جاگیر دی ہے؟ کوئی روپیہ دیا ہے؟ کچھ نہیں۔ بلکہ میں کھلے طور پر کہتا ہوں کہ گورنمنٹ سے تنخواہ پانے والے۔ گورنمنٹ سے انعام حاصل کرنیوالے ایسے نہیں ہیں۔ جیسے ہم وفادار ہیں ؛

یہ میں گورنمنٹ کو سناتا ہوں۔ اور گورنمنٹ کے اہلکاروں کو سناتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ان پر اتنا بڑا احسان کیا ہے۔ کہ جس کی انہیں قدر کرنی چاہیئے۔ اور حضرت مسیح موعود کو قبول کر لینا چاہیئے۔

پھر میں ایک اور احسان بتلاتا ہوں۔ جو خدا تعالےٰ نے بیان فرمایا ہے۔ فرماتا ہے :۔ لقد منّ اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولاً من انفسہم اللہ نے تم پر یہ احسان کیا ہے۔ کہ تم میں رسول بھیجا ہے۔ جو تم میں سے ہے۔ یہ کتنا بڑا احسان ہے۔ کاش! مسلمان سوچیں اور اسکی قدر کریں ؛

جان نثاران اسلام کی ایک جماعت پیدا کردی

پھر دیکھو حضرت مسیح موعود نے کیسے نمونے تیار کئے۔ اصحاب الصفہ آپ نے ایک ایسی جماعت بنائی۔ جو اسلام کے لئے راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر روتی اور دعائیں کرتی ہے۔ دیکھو مسیح موعود اسلامی درد سے مجبور ہو کر روئے۔ پھر خدا نے کس قدر اس درد کو محسوس کر کے رونے والے پیدا کر دئے۔ پھر یہ اپنے بھائیوں کا درد محسوس کرتے ہیں۔ اگر کسی ایک بھائی کو صدمہ پہنچے۔ تو سب کو درد پیدا ہو جاتا ہے۔ اور سب اس کے لئے دعائیں کرتے ہیں ؛

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمارے اتنے ہمدرد پیدا کر دئے ہیں ؛

مخالفین سے خطاب

اخیر میں میں صرف ان لوگوں کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نعوذ باللہ دجال کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں۔ کچھ تو عقل و فکر سے کام لو۔ اور اتنا تو سوچو کہ کیا وہ شخص دجال ہو سکتا ہے۔ جو پہلے قلم اٹھاتا ہے۔ تو اسلام کی تائید میں ایسی بے نظیر کتاب لکھتا ہے۔ جس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور آخری کام کرتا ہے۔ تو یہ کہ پیغام صلح لکھتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اور تو سب لوگوں سے ہماری صلح ہو سکتی ہے۔ مگر ان سے نہیں جو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہتے ہیں۔ جنگل کے درندوں اور زمین شور کے سانپوں سے صلح ہو سکتی ہے۔ مگر رسول کریم کے متعلق برے الفاظ استعمال کرنیوالوں سے نہیں ہو سکتی۔

اب بتاؤ کیا یہ اسلام کے دشمن کا کام ہے۔ اور ایسا انسان (نعوذ باللہ) دجال ہے یا اسلام کا محسن اور سچا خیر خواہ ہے۔ (تقریر حکیم خلیل احمد صاحب)

دعوت مناظرہ ۲

ابو الوفا مولوی ثناء اللہ صاحب ایڈیٹر اہلحدیث اگر حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر مناظرہ کرنا چاہتے ہیں تو پانچ ایسی پیشگوئیاں انتخاب کر لیں جو ان کے نزدیک پوری نہیں ہوئیں۔ اور انپر اپنے اعتراضات کا پرچہ لکھ کر دفتر تشحیذ میں ایڈیٹر کے نام بھیجدیں۔ دس روز تک اس کا جواب انکو بھیجدیا جائیگا۔ پھر وہ اسپر اپنی جرح اتنے ہی دنوں میں ہمیں بھجوا دیں۔ اس کا جواب اسی طور پر ہم بھیجینگے۔ پھر وہ اپنا آخری پرچہ (جسمیں کوئی نئی بات نہو) ہمیں بھیجدیں۔ بس یہ مباحثہ ختم ہوا۔ اسکے بعد ہم تمام پیشگوئیوں سے صرف پانچ پیشگوئیاں پیش کرینگے جو پوری ہو کر مخالفین پر حجت ملزمہ قائم کر رہی ہیں اور بطریق مذکورہ بالا پانچ پرچے ہونگے۔ آخری جواب الجواب ہماری طرف سے ہوگا ؛

تمام پرچے تشحیذ میں چھاپے جائینگے۔

آپ کے مقابل پر انشاء اللہ مولوی فضل ہوگا۔ دونو بحثوں کو ختم کرنا ہوگا۔ اس بات کا اقرار نامہ فریقین سے شائع ہوگا ؛

تحفۂ کبیر

برادر مکرم مرزا کبیر الدین صاحب احمدی جو اپنے اندر ایک کام کرنیوالی رُوح رکھتے ہیں۔ وقتاً فوقتاً کوئی نہ کوئی تحفہ اپنے احمدی بھائیوں کو بوساطت تشحیذ بھیجتے رہتے چنانچہ اس دفعہ بھی ان کی طرف سے دو اہل علم کی تحریریں شایع کی جاتی ہیں جو وفات مسیح کا اقرار کرتے ہیں۔ برادر کبیر نے شیعہ مسجد امین آباد پارک لکھنؤ میں معرکہ جیتا اور آخر جناب محمد حسن بن محمد عباس مجتہد و اُستاد مدرسہ ناظمیہ سے تحریر لکھوالی۔ جو درج ذیل ہے :۔

حضرت مسیح علےٰ نبینا و آلہ و علیہ السلام نے وفات کی دار دُنیا میں اور اس کے تحقق میں علماء امامیہ مشتبہ ہیں لیکن تحقیقات کتب مطولہ محققہ مثبتہ سے اور تفاسیر اکابر علماء معتمدین سے وفات حضرت مسیحؑ یعنے مرجانا ان کا ثابت ہے۔ چنانچہ ان دو آیتوں سے بالخصوص دلالت انکی موت پر ثابت ہوتی ہے۔ ایک انمیں سے انی متوفیک ورافعک الیّ ہے اور دوسری فلمّا توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم ہے۔ یہ آیتیں کافی ووافی ہیں ثبوت وفات حضرت مسیحؑ میں۔ اور اگر اتنا کفایت نہ کرے۔ تو اس سے زیادہ بھی میں لکھ سکتا ہوں ثبوت میں ان کی احادیث ائمہ معصومین علیہ السلام سے۔

انا الراقم الآثم احقر الزمن محمد حسن بن محمد عباس

ساکن مقبرۂ جناب عالیہ لکھنؤ۔ مورخہ ۱۱ر جمادی الثانی سنہ ۱۳ ہجری۔

اسکے علاوہ ہمشیرہ زادہ مجتہد العصر نجم الحسن۔ مولوی نظام الدین مدرس مدرسہ ناظمیہ لکھنؤ کی تحریر ہے جو یہ ہے :۔

کتاب مجمع البیان چھاپہ طہران صفحہ ۲۱۲ زیر آیہ وما محمد الا رسول الخ یہ عبارت لکھی ہے :۔

انہ بشر اختارہ اللہ لرسلتہ الی خلقہ قد مضت قبلہ رسل بعثوا فادّوا الرسالۃ ومضوا وماتوا وقتل بعضہم وانہ یموت کما ماتت الرسل قبلہ فلیس الموت بمستحیل علیہ ولا القتل وقیل اراد ان اصحاب الانبیاء لم یرتدوا عند موتہم او قتلہم فاقتدوا بہم وزیر آیہ دیگر

ما المسیح بن مریم قد خلت من قبلہ الرسل الخ اے کما ان الرسل الذین مضوا قبلہ لیسوا بآلہۃ وان اتوا بمعجزات الباہرات۔ وکذلک المسیح فمن ادعی الالہیۃ فہو کمن ادعی لہم الالہیۃ لتساویہم فی المنزلت۔ ختم ہوا مضمون وعبارت مجمع البیان۔ الحاصل قد خلت کے معنے قد مضت کے ہیں جس سے موت ثابت ہوتی ہے۔

لکھنؤ پاٹہ نالہ قریب مسجد ممولا

قطب الدین

اسلام کی نازک حالت اور ایک ہادی کی ضرورت

ایک شاعر قومی ابو نعیم جالندہری لکھتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے کس درد سے لکھتے ہیں۔

(وکیل امرتسر مطبوعہ ۶ مارچ میں)

اے شاہ عرب اُٹھ ہنگام اعانت ہے
غرقاب یم عصیاں اب کشتی اُمت ہے

کمزور مسلماں ہیں زوروں پر ضلالت ہے
اسوقت بہت نازک اسلام کی حالت ہے

اسلام کا ذرہ بھی اب ہم میں نہیں باقی
ہنستے ہیں نمازوں پر قرآں سے نفرت ہے

مذہب سے گریزاں ہیں فیشن کے ہیں دلدادہ
توحید سے نفرت ہے تثلیث سے اُلفت ہے

اندھیر مچایا ہے ملاؤں نے پیروں نے
اسلام کے پردے میں الحاد سے الفت ہے

کل جس کے غلاموں میں تھے قیصر و کسریٰ بھی
آج اس کے مقدر میں رسوائی و ذلت ہے

اے شاہ امم للہ مرقد سے نکل آؤ
رہبر کی ہے اب حاجت ہادی کی ضرورت ہے

یہی وہ باتیں ہیں جو حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے آج سے تیس سال پیشتر فرمائیں کہ اسلام کی ۴

ضیاء الاسلام پریس قادیان

... کو پہچانیں اور ان مشکلات سے نجات پائیں ۔

اصلی ممیرا

بے نظیر چیز مفید تجربہ شدہ دوائی ہے امراض چشم کیلئے اصلی ممیرا مصدقہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کا ہے۔ اور حضور ممدوح نے نسخہ بتایا اور فرمایا کہ برائے امراض چشم بسیار مفید است۔ اس نسخہ کا تجربہ قریب ستارہ اٹھارہ سال سے مینے کیا ہے اس یقین پر مَیں پہنچ گیا ہوں کہ مَیں اس کا اعلان کروں۔ تمام اُن لوگوں کو جو چشم کے امراض میں مبتلا ہوں یا کمزوری نظر ہو یا زیادہ عمر ہو یا عینک کے سوا کچھ نہیں پڑھ سکتا یا لکڑوں کی مصیبت میں گرفتار ہو۔ آٹھ دن اس کا استعمال کریں۔ اگر بے نظیر ثابت نہ ہوا تو واپس کریں۔ مَیں اُسکو بلا چون و چرا قیمت واپس کر دونگا۔ اور منی آرڈر کا خرچ بھی ادا کر دونگا سب سے عمدہ یہ ہے۔ کہ تین چار ماشے طلب کریں۔ اور تجربہ کے بعد خود معلوم ہوگا کہ میرا اعلان سچ ہے کہ جھوٹ۔ نرخ ممیرا ایک تولہ عہ مارچ اپریل میں اسکی قیمت بجائے عہ روپے کے صہ روپے کیئے جائینگے۔ سُرمہ ممیرا ایک تولہ ۳ ہے

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا ہے جسکی عبارت یہ ہے۔ مقوّی جمیع اعضاء۔ نافع صرع۔ مشتہی طعام قاطع بلغم و ریاح۔ دافع بواسیر و جذام و استسقاء و زردی رنگ و تنگی نفس و دق و شیخوخیت فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ گردہ۔ مثانہ و سلسل البول۔ و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ۔ بہت مفید ہے۔ بقدر دانہ نخود صبح کیوقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں

قیمت قسم اوّل عہ تولہ قسم دوم ۸ر

لنگیاں اور کلاہ۔ ہر قسم کی لنگیاں۔ مشہدی اور پشاوری۔ بادامی۔ سیاہ اور سفید ماشی۔ ریشمی سوتی۔ ٹسری صافے سفید اور بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قسم کی ملسکتی ہیں

المشتہر۔ احمد نور کابلی مہاجر سوداگر قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

یہ رسالہ ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو قادیان سے نکلتا ہے

ڈاکٹر برمن کی بنائی سنہ ۱۹۲۱ء کی کافوری جنتری نہایت خوبصورت اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے۔ اور بلا قیمت محصول ڈاک قدردانوں کے پاس بھیجی جاتی ہے اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو ایک کارڈ پر دس متفرق جگہ کے لکھے پڑھے اشخاص کے نام اور پورا پتہ لکھ کر بھیجدیجئے جنتری واپسی ڈاک آپکی خدمت میں روانہ کر دیجائے گی۔

نمبر

تفصیل ادویات مع قیمت

نام دوا	قیمت	نام دوا	قیمت	نام دوا	قیمت
عرق کافور	۱ر	پرانے ملیریا یا بخار کی گولیاں	۱۰ر	روغن رینڈی	۱۲ر
دمہ کی دوا	۱ر	بدہضمی و بدہضمی کے دست	۱ر	روغن صندل	۱۴ر
بخار کی دوا (کلاں)	۱ر	کونین کی ٹکیہ	۱۴ر	روغن اجوائن	۸ر
بخار کی دوا (خورد)	۱۰ر	سر درد کی گولیاں	۱۲ر	روغن سونٹھ یا ادرک	۱۲ر
پرانی سوزش	۱ر	جلاب کی گولیاں	۹ر	روغن سونف	۶ر
گرمی	۱ر	طاعون کی گولیاں (بڑی ڈبیہ)	۲ر	روغن دار چینی	۱۲ر
کولاٹا نمک	۱ر	طاعون کی گولیاں (چھوٹی ڈبیہ)	۱۲ر	روغن لونگ	۸ر
گھیگھ کے کھانیکی دوا	۱ر	سالسہ	۸ر	روغن لیمو	۶ر
گھیگھ کے لگانیکی دوا	۶ر	سپنی لائن	۸ر	روغن الائچی	۱۲ر
گھیگھ کا مرہم	۱۰ر	عرق پودینہ	۱۲ر	لیونڈر	۱۴ر
پین پیلر	۱ر	کلوروڈائن ۸ر در جن ۸ر	۵ر	تھرمامیٹر انگریزی	۳ے
کھانسی کی دوا بڑی	۲ر	لال شربت	۱ر	تھرمامیٹر اردو	۳ے
کھانسی کی دوا چھوٹی	۱۰ر	خارشت کھجلی کی دوا	۱۲ر	نمونہ کا بکس	عا
کان بہنے کی دوا	۶ر	امراض مستورات کی دوا	۸ر		
داد مرہم	۶ر	امراض دندان	۸ر		
زخم کا مرہم	۸	پسپونٹ کا ئٹ	۱۲ر		
زخم دھونے کی پچکیا	۲ر	روغن پیرمنٹ	۲ر		
مقوی باہ کی گولیاں	۲ر				

المشتہر۔ ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ